ہلاکت صحت وجاں کی، تباہی دین وایماں کی
وجہ ''غصہ'' ہی ہے اکثر، فسادِ نوعِ انساں کی

غصہ؟

حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی
مجازِ بیعت
حضرت مفتی محمد حنیف صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
ہلاکت صحت وجاں کی، تباہی دِین وایماں کی
وجہ ''غصہ'' ہی ہے اکثر، فسادِ نوعِ انساں کی
غصہ؟
از
حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی
مجازِ بیعت
حضرت مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی
ناشر
حرا پبلکیشن، پنویل، نئی بمبئی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفصیلات

کتاب کا نام: غصہ؟

تقریظ: حضرت مفتی محمد حنیف صاحب مدظلہ العالی

ازافادات: حضرت حاجی شکیل احمد صاحب مدظلہ العالی

تعدادِ اشاعت: دوہزار (۲۰۰۰)

اشاعتِ اول: ۱۴۳۵ھ ۲۰۱۴ء

ناشر :

Plot No. 18, Shop No. 1&2, Bushra Park,
Panvel. 410206. Ph. +91-9004669180
e-mail: hirapublication@gmail.com
website: www.shariat.info

ملنے کے پتے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرا پبلکیشن

تعارف... مقاصد... سرگرمیاں

"**حرا پبلکیشن**" ایک غیر تجارتی دینی ادارہ ہے جو کسی کی ذاتی مِلک نہیں، بلکہ یہ ادارہ "**وقف لِلّٰہ**" ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ:

ا۔ علمائے حق کی ضخیم کتابوں سے امت کی دینی ضرورت کے مطابق چھوٹے چھوٹے کتابچے تیار کئے جائیں تا کہ ہر ایک کے لیے خریدنا اور پڑھنا دونوں آسان ہو۔

۲۔ امت کی دینی ضرورت کے مطابق، عام فہم کتابیں مختلف زبانوں میں شائع کی جائیں، تا کہ دینی بیداری کے ساتھ ساتھ، دین کے تمام شعبوں کا علم حاصل کرنا بھی ہر ایک کے لیے آسان ہو سکے۔

"**حرا**" کی کتابیں طباعت کے اعلیٰ معیار کے مطابق، عمدہ کاغذ اور خوبصورت سے خوبصورت ٹائٹل کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں، تا کہ دینی کتابوں کا باطنی اور ظاہری حسن دونوں باقی رہے۔

اللہ کا شکر ہے کہ "**حرا پبلکیشن**" کی کتابیں عوام وخواص میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھی جارہی ہیں، معیاری طباعت کی وجہ سے کتابیں کچھ مہنگی تو ضرور ہوتی ہیں، مگر اہلِ ذوق پسند کرتے ہیں اور اہلِ دل دعائیں دیتے ہیں۔

گزارش ہے کہ آپ بھی "**حرا**" کی کتابیں خریدیں، خود پڑھیں، علماء کرام اور پڑھنے والے دوست واحباب کو ہدیۃً پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ادارے کو ہر شر سے بچا کر ہر طرح کی ترقیات سے نوازے اور تمام معاونین کے لیے دنیا وآخرت کا ذخیرہ بنائے۔

احبابِ حرا
HIRA PUBLICATION

کلماتِ بابرکات

عارف باللہ حضرت اقدس مفتی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ حضرت اقدس مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِحَضْرَةِ الْجَلَالَةِ وَالنَّعْتُ لِخَاتَمِ الرِّسَالَةِ وَبَعْدُ!

تاریخ میں قدرت کے ایسے شواہد موجود ہیں کہ قادر وقہار جل جلالہٗ نے بے روح اور بے جان چیزوں کے واسطے اور ذریعے قدرت کے ایسے شاہکار اور نمونے ایجاد فرمائے ہیں کہ عرفاءِ ذی روح دنگ رہ گئے، مثلاً خشک اور بوسیدہ لکڑی ہونے کے باوجود استنِ حنانہ کا فراقِ حبیبِ رب العالمین پر آہ وبکا، اور وہ بھی ایسا کہ بڑے بڑے عرفا اصحاب سے نہ بن پڑے، اور بہت ہی معمولی اور ضعیف تر پرند کے واسطے ابرہہ جیسے دم خم اور سینہ تاننے والے ہاتھیوں اور ہاتھی سواروں کے چھکے چھڑا دیئے۔ اس لئے آج بھی ہم اور آپ اگر کسی کو کچھ نہ سمجھتے ہوں مگر خدا تعالیٰ قادر وقہار اس سے ایسا کام لے لیں جو ہم جیسے 'انا' رکھنے والوں سے نہ بن آئے تو کیا عجب ہے۔ پیشِ نظر رسالہ جو آپ کے روبرو کم از کم اس حقیر کے روبرو اسی طرح کے عجائبات میں سے ہے اور یہ پڑھنے کو دل چاہتا ہے کہ

نگارِ من کہ نہ مکتب رسید و درس نہ کرد ۔۔۔ سبق بغمزہ بیاموخت صد مدرس شد

اس سے میری مراد میرے محبوب ومحب دوست وصدیق حمیم بھائی شکیل احمد زادمجدہ ہیں ان کی جس کاوشِ معہود پر یہ خامہ فرسائی یہ سودائی کر رہا ہے آپ کے سامنے ہے۔ پڑھئے، اور خود فیصلہ فرمائیے کہ اس ناکارہ کی گذارشات محض مجنون کی بڑ ہیں یا کچھ حق اور حقیقت بھی۔ آگے بس ایک جملہ پر اپنی ہرزہ سرائی ختم کرتا ہوں کہ ۔۔۔ لذتِ مے نہ شناسی بخدا تا نہ چشی

(خدا کی قسم! جب تک چکھو گے نہیں، شراب کی لذت نہیں پاسکتے)

بس خود پڑھ کر فیصلہ کیجیے۔

والسلام

ناکارہ وآوارہ، قسمتوں کا مارا

محمد حنیف غفر

(محمد حنیف غفرلہٗ جونپوری)

فہرست مضامین

دو باتیں

(۱) غصے کی اِس کتاب میں ’’ اپنی بات‘‘ کے عنوان سے جو واقعات لکھے گئے ہیں وہ سب غصے کے نمونے ہیں، لیکن عجیب بات تو یہ ہے کہ آپ انھیں پڑھتے جائیں گے اور ہنستے جائیں گے۔ ایسا اس لیے ہوگا کہ غصہ کرنا حماقت ہے اور احمق پر سبھی ہنستے ہیں۔ حتیٰ کہ احمق پر تو احمق بھی ہنستا ہے۔ امید ہے کہ آپ کسی کو ہنسنے کا موقع نہیں دیں گے۔

(۲) ماچس کی تیلی پہلے خود جلتی ہے بعد میں اس سے دوسری چیزیں جلتی ہیں؛ اسی طرح سے غصہ کرنے والا پہلے خود جلتا ہے بعد میں لوگ اس سے جلتے ہیں۔

غصے کا حشر دیکھ چکا، اب صبر کا انعام دیکھ!

اپنی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ امّا بعد

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تمام انسانوں کی دونوں جہان کی فلاح و بہبود کے لیے جو دین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچایا ہے، اس کو پانچ شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو ''ایمانیات'' سے شروع ہوکر، اخلاقیات پر مکمل ہوتا ہے۔ مومن جب اپنے ایمان کی فکر ومحنت میں لگتا ہے تو اس کے نتائج، عبادات کی پابندی، معاملات کی صفائی اور معاشرت کی پاکیزگی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں، اور اسی محنت کو کرتے کرتے جب اسلامی اخلاق وکردار سے بھی آراستہ ہوجاتا ہے تو یہ دلیل ہوتی ہے کہ اب ایمان کامل ومکمل ہوچکا ہے۔ اس حقیقت کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا (سنن الترمذی)

''کامل ایمان والا وہ ہے، جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔''

اور قرآن کریم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں اللہ رب العزت نے یہ اعلان فرمایا ہے:

''اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اخلاق کی بلندی پر فائز ہیں۔

میرے شیخ، حضرت اقدس مفتی محمد حنیف صاحب دامت برکاتہم فقہ کی معروف کتاب ''شامی'' کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ''اخلاقِ حمیدہ اور اخلاقِ رذیلہ، یعنی اچھے اور برے اخلاق کا علم حاصل کرنا فرائض کا درجہ رکھتا ہے۔''

یہ بات تو ہوئی دین کے شعبوں میں ''اخلاقیات'' کی اہمیت کی۔ پھر اخلاقیات کی شاخوں میں بھی، ''غصے کو ضبط کرنا'' اور حلم و بردباری اختیار کرنا، بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ غصے کو ضبط کیے بغیر مومن کا ایمان بھی سلامت نہیں رہتا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد ہے:

اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ (بیہقی)

''غصہ ایمان کو ایسے خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو۔''

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''سلوک و تصوف کا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان غصہ پر قابو پا جائے۔''

مگر آج ہم معاشرے کی تباہیوں پر سرسری نگاہ ڈالیں تو بے شمار معاملے ایسے ملیں گے جن کی وجہ صرف غصہ ہے۔ غصہ کی وجہ سے گھریلو چین وسکون درہم برہم ہو جاتا ہے۔ ہر چھوٹی چھوٹی بات پر کبھی شوہر غصہ، کبھی بیوی غصہ۔ غصہ بڑھا.... جھگڑا بڑھا، روز روز کی ان باتوں سے تنگ آکر بھی بیوی میکے چلی گئی، اور اب آنے کو تیار نہیں، اور شوہر بغیر بیوی بچوں کے کب تک رہ سکتا ہے۔ میں تو ایسے لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ تم بیویوں پر تو بہت ناراض ہوتے ہو کہ اسے کچھ آتا نہیں، یہ سمجھتی نہیں۔ تو بیوی کو میکے بھیج دو، اور بچوں کو اپنے پاس رکھ لو۔ صرف ایک ہفتے میں اندازہ ہو جائے گا کہ وہ کیا کیا کرتی ہے اور کتنا کرتی ہے! جس کام کو ایک ہفتہ کر کے تم تھک جاؤ گے، اسی میں اس کی زندگی گزرتی ہے۔

اور جب جھگڑے کے نتیجے میں بیوی میکے چلی جاتی ہے تو زندگی دوبھر ہو جاتی ہے اور اس کو لانے کی طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں اور پھر کبھی کبھی حالات ایسے خراب ہو جاتے ہیں کہ دونوں فریق میں اتنا تناؤ پیدا ہو جاتا ہے اور ہر ایک اپنے کو حق پر سمجھتا ہے، کوئی جھکنے کو تیار نہیں ہوتا، پھر نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلاق ہو جاتی ہے۔ معصوم اولادیں منتشر ہو جاتی ہیں... ان کی تعلیم و تربیت کا سنگین مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے۔

پھر دونوں خاندانوں میں نفرت اور دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور کبھی اسی غصے اور دشمنی میں قتل

بھی ہوجاتا ہے اور کورٹ کچہری اور جیل تک معاملہ پہنچ جاتا ہے۔
اگر شوہر بیوی ایک دوسرے کو تھوڑا سا برداشت کر لیتے تو ان تمام باتوں کی نوبت ہی نہ آتی۔
میں نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ آخر یہ غصے کا ماحول کیوں بنا رہتا ہے؟ فرمایا، برداشت کی قوت ختم ہوجانے کی وجہ سے، اور اس قوت کا کم ہونا، ایمانی قوت کی کمی کی دلیل ہے۔ اور بات بھی یہی ہے کہ غصے سے ایمان کمزور ہوجاتا ہے، بل کہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ غصہ کرنے کی وجہ سے ایمان فاسد ہوجاتا ہے۔ اور ایمان کی اسی کمزوری اور فساد کی وجہ سے اتنا بڑا نقصان گوارا ہے؛ لیکن غصہ چھوڑنا گوارہ نہیں۔ اللہ پاک ہم سب کو تمام ظاہری اور باطنی امراض اور بالخصوص بے جا غصے سے بچائے۔ (آمین)
معاشرتی مسائل کے علاوہ بے شمار دینی و دنیوی خرابیاں ایسی ہیں جو صرف غصے کی پیداوار ہیں۔ غصے ہی کی وجہ سے بہت سے حرام عمل وجود میں آتے ہیں۔ غصے والا ہمیشہ خود کو صحیح اور دوسروں کو غلط سمجھتا ہے۔ اسی سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ ظلم ہوتا ہے، غیبت کی جاتی ہے، حسد کی آگ دل میں بھڑکتی ہے۔ بغض پیدا ہوتا ہے، ایمان والے کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے۔ غصے والا والدین سے ناراض رہتا ہے جس کی وجہ سے اللہ اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔ غصے والے کا ہر رشتہ دار اور پڑوسی اس سے نفرت کرتا ہے۔ اگر کوئی اس کا اکرام کرتا ہے تو مطلب کے لیے کرتا ہے۔ سانپ کو دیکھ کر کھڑا ہوجانا اس کا اکرام نہیں ہے۔ غصہ کرنے والا کسی پر غصہ کر کے جب نماز کی نیت باندھتا ہے تو دل ہی دل میں نماز میں بھی غصہ کرتا ہے، اور جھگڑا کرتا رہتا ہے۔ اور بہت سارے دینی نقصانات اسی غصے کی وجہ سے اٹھاتا ہے۔

....

بے جا غصے کی وجہ سے، دینی نقصانات کے علاوہ دنیاوی بھی بہت سارے نقصانات ہوتے ہیں۔ میڈیکل سائنس کے محققین کا تجربہ ہے کہ غصہ کی وجہ سے، ذہنی تناؤ پیدا ہوتا ہے۔ آنتوں میں خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، بیماریوں سے لڑنے کی قوت جواب دے دیتی

ہے۔ دَمہ ہوجاتا ہے۔ پٹھوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے، یادداشت زائل یا کمزور ہوجاتی ہے، فالج کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، غوروفکر کی قوت ختم ہوجاتی ہے، ہارٹ اٹیک کا خطرہ بہت بڑھ جاتا ہے، اور بھی کئی مہلک بیماریاں اسی غصہ کی پیداوار ہوتی ہیں۔

مگران تمام کے باوجود ہمارے معاشرے کی حالت یہ ہے کہ ہر انسان اپنے ماتحتوں پر غصہ کرنے کو اپنا پیدائشی حق سمجھتا ہے۔ مزاج کے خلاف کوئی بات پیش آگئی تو بیوی کو طعنہ دینا، طنز کرنا، بات بات میں کوستے رہنا، ساتھ ساتھ اس کے والدین کو گالیاں دینا، تیرے ماں باپ نے تجھ کو کچھ سکھایا ہے کیا؟.... تو تو کوئی بات سمجھتی ہی نہیں... شوہر کی زبان سے یہ سب باتیں سن سن کر اس کا دل چھلنی ہوجاتا ہے اور غصہ سہتے سہتے بے شمار بیماریوں کا شکار ہوجاتی ہے، اور ظالم شوہر جب اس کو بیماریوں میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس بیوی کو چھوڑ کر دوسری شادی کرنے کی باتیں کرتا ہے۔ اور یہ ایسی بات ہے کہ بیوی کل مرنے والی ہو تو آج ہی مر جائے۔

....

اساتذہ جس قدر چاہیں طلبہ کو ان کی کوتاہیوں پر سزا دیں۔ ان کے لیے نہ کوئی شرعی حد ہے اور نہ کسی کی طرف سے کوئی پابندی، غصہ جب تک ٹھنڈا نہ ہوجائے سزا پوری نہیں ہوتی۔

مجھ سے ایک نوجوان مفتی صاحب نے کہا کہ میرے ایک استاد، قمچیوں سے مجھے اتنا مارا کرتے تھے کہ میں دائیں، بائیں کروٹ نہیں سوسکتا تھا، پوری رات چت لیٹتا تھا، مفتی صاحب کی بات جب مجھے یاد آجاتی ہے تو میرا دل درد میں ڈوب جاتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مہمانوں کی اتنی پٹائی! کیا نبی علیہ السلام نے پوری زندگی صحابہ کو تعلیم نہیں دی! کیا صحابہؓ اپنے شاگردوں کو تعلیم نہیں دیتے تھے، کیا اس شعبے کی رہبری شریعت میں نہیں ملتی! کیا شریعت میں پٹائی، سزا اور تادیب کے لیے کوئی اصول یا کوئی حد متعین نہیں ہے! اگر یہ بے جا غصہ اور اس کا غلط استعمال نہیں تو اور کیا ہے! اللہ پاک تمام ظالموں کو ظلم سے روک دے اور مظلومین کی مدد فرمائے۔ (آمین)

چند سال قبل پاکستان کی چھپی ہوئی ''تحفہ معلم'' نام کی ایک کتاب مجھے ملی، جس میں طالب علموں کے پٹائی کے سلسلے میں بہت مدلل مضامین تھے، میں نے علما سے مشورہ کر کے اسے چھپوایا، اور اس کی کوشش کی کہ جہاں تک ہو سکے، مدارس اور مکاتب میں پہنچا دیا جائے۔ قریب کے ایک مکتب میں جب یہ کتاب پہنچی تو ذاتی دشمنی رکھنے والے ایک استاد نے کہا کہ اب تو میں اور بھی پٹائی کروں گا، اور صرف کہا ہی نہیں، بل کہ کر کے دکھایا۔ محلے کے دو یتیم بچے ایک بڑا جو کہیں کام پر جایا کرتا تھا، اپنے چھوٹے بھائی کو مکتب میں پڑھنے کے لیے چھوڑ جاتا، وہ استاد پہلے بھی اس یتیم بچے کی پٹائی کیا کرتے تھے اور اب تو سارا غصہ ہی اسی پر اترتا۔

مرنے کے بعد حساب کتاب ہوگا، بے سینگھ والی بکری کو سینگھ والی بکری نے مارا ہوگا اس کا بھی حساب ہوگا، میزانِ عدل قائم ہوگا، کیوں مارا... کتنا مارا... کیسے مارا... کہاں مارا... کس نیت سے مارا... کہاں کا غصہ کہاں اتارا...؟ اللہ باخبر کو سب خبر ہے۔

ظالم کو کبھی خدا نہیں ملا کرتا۔ یہاں کی تاویلیں کل قیامت کے میدان میں سب دھری رہ جائیں گی۔ کسی کی بنانے میں خود اجڑ گئے۔ ''کسی کی بنانے میں'' اس لیے لکھا گیا کہ یہاں تو یہ جواب دیدیں گے کہ وہ پڑھتا نہیں تھا، اس لیے مارا۔ اگر اسی جواب سے آخرت میں چھٹکارا پا جائیں؛ تو اور ماریئے۔

کوئی بچہ نہیں پڑھتا تو اس کے والدین کو بلا کر اس کے حوالے کر دینا چاہئے کہ آپ کا بچہ نہیں پڑھتا۔ یا اہتمام والوں کے حوالے کر دینا چاہئے کہ یہ پڑھتا نہیں، کل امتحان میں ناکام ہو تو ذمہ داری میری نہیں۔ میں اس پر سختی کر کے اپنی آخرت اجاڑنا نہیں چاہتا۔

ایک مدرسہ میں سبق نہ یاد ہونے کی وجہ سے، استاد نے طالبِ علم کو جون کی گرمی میں دھوپ میں کھڑا کر دیا، آدھے پونے گھنٹے کے بعد، دھوپ کی تاب نہ لا کر بچہ وہیں گر پڑا، کچھ دیر بے ہوشی جیسی رہی۔ لڑکوں نے اٹھایا اور پانی پلایا، کچھ دیر کے بعد لڑکے کو ہوش آ گیا، مگر

استاد کو اب بھی ہوش نہیں آیا، طلبہ سے کہنے لگے کہ استاد کی مار بدن کے جس حصے پر لگ جائے وہاں جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ استاد کی مار اور سزا کو کبھی برا نہیں سمجھنا چاہئے، استاد کی مار ایسی ہوتی ہے جیسے کھیتی کے لیے پانی۔

(کیا استاد محترم اپنی اولاد کے لیے بھی ایسی سزائیں پسند فرمائیں گے؟)

کاش کہ استاد کے ذہن میں سزا کی اہمیت کے ساتھ ساتھ شریعت کی بھی کچھ اہمیت ہوتی!

یہ مضمون لکھا ہی جا رہا تھا کہ ایک دُکھیارے باپ نے بتلایا کہ میرے بچے کو استاد نے اتنا مارا کہ اس کی داہنی ران کالی ہو گئی، وہ داہنی کروٹ نہیں سو سکتا تھا۔ کیا دین کی تعلیم کے نام پر ایسے مظالم کے جواز کی کوئی صورت ہو سکتی ہے!

ایک اور واقعہ سنیے!

مدرسے کے ایک طالبِ علم نے اپنے ساتھی کو بتلایا کہ قاری صاحب تم پر بہت ناراض ہیں۔ پوچھا کیوں، کیا بات ہے؟

اس نے جواب دیا کہ ان کا کپڑا تم نے صاف نہیں دھویا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے پاس صابن نہیں تھا، اور پیسے بھی نہیں تھے کہ کپڑے دھونے کا صابن خریدوں، اس لیے میں نے اپنے نہانے کے صابن سے ہی ان کے کپڑے دھو دیے، اس لیے ٹھیک سے صاف بھی نہیں ہوئے اور میرا صابن بھی ختم ہو گیا، اس جمعہ کو تو میں نے بغیر صابن کے ہی غسل کیا۔

کچھ ہی دیر کے بعد اس استاد اور طالب علم کا آمنا سامنا ہو گیا، استاد نے کہا:

کیوں؟ تو نے کپڑا دھویا تھا... یا ویسے ہی پریس کر کے رکھ دیا تھا؟

لڑکے نے ڈر اور خوف کے عالم میں صابن کا عذر کرنا چاہا مگر ڈر کی وجہ سے اپنی بات نہ کہہ سکا۔ استاد اس کو جس قدر بُرا بھلا کہہ سکتے تھے، سب کچھ کہا، اور غصے میں کہنے لگے کہ کیا تُو یہ سمجھتا ہے کہ صاف نہیں دھوئے گا تو کسی اور سے دھلوا لوں گا؟ اب یہ بات اچھی طرح یاد کر لے کہ جب تک تو یہاں رہے گا، تجھے ہی میرے کپڑے دھونے ہوں گے۔ اور اسی

طرح صاف دھوئے گا جیسا میں پہنتا ہوں۔آئی بات سمجھ میں؟
بھول گیا کیا کہ پچھلے ہفتے کیسی مار پڑی تھی؟اب بھی پیٹھ دکھتی ہوگی۔آج چھوڑ دیتا ہوں۔

(بڑا احسان کیا)

غصہ... غصہ... غصہ

یہ ہے داستان دین دار طبقے میں غصے کی! اور اگر مکتب ، مدرسے کا سروے کر کے ایسے واقعات لکھے جائیں تو ہزاروں صفحات بھی کم پڑ جائیں گے۔ممکن ہے کہ میری ان باتوں پر بعض لوگوں کو غصہ آ جائے کہ دین داروں طبقوں کی ایسی کمیاں نہیں لکھنی چاہئے۔شاید وہ یہ سمجھ رہے ہوں کہ عام لوگ ان سب باتوں کو نہیں سمجھ رہیں ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے، اِنھیں باتوں کا تو ماتم کر رہا ہوں کہ اسی وجہ سے کتنے بچے مدرسوں میں پڑھنے سے رہ گئے۔میں خود بھی عوام میں سے ہوں اس لیے عوام کی باتیں جانتا ہوں۔

....

پھر عوام میں بے جا غصے کا عالم یہ ہے کہ میں نے ایک دفعہ بیان میں کہا کہ رمضان المبارک میں کھانے پینے کی بہت سارے آئیٹم بنانے کی بجائے ، ایسی چند مقوی اور قوت بخش غذائیں بنالی جائیں جس سے جسم کو قوت بھی پہنچے گی اور عورتیں بھی مشقت سے بچ جائیں گی، ان کا وقت بھی بچے گا، جن کو وہ قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر واذکار اور دیگر اعمال میں لگالیں گی۔بھجیے (پکوڑے) سموسے، کبھی کبھی بنالیں، روز روز اس کی کیا ضرورت!
یہ سن کر ایک صاحب کو بڑا غصہ آیا اور فرمانے لگے کہ خود کے گھر بیسیوں آئٹم ہوتے ہوں گے۔ خود تو کھاتے ہیں اور دوسروں کو منع کرتے ہیں۔
بھلا بتائیں! یہ بھی کوئی غصے کی جگہ تھی؟ اگر وہ بھجیے ، سموسے کے عاشق ہیں تو کھاتے رہتے۔اس میں غصے کی کیا بات تھی، بس بات صرف یہ ہے کہ ہر بات میں

غصہ... غصہ .... غصہ

غصہ کے عادی لوگ، اکیلے بھی رہتے ہیں تو غصے میں رہتے ہیں۔
راستہ خراب ہو تو غصہ... ٹریفک جام ہو تو غصہ.... لمبے وقفے کے سگنل پر غصہ... ٹریفک پولیس پر غصہ... کسی گاڑی والے سے سائڈ مانگی، اور سائڈ نہیں دی تو غصہ... اور غصہ میں ہارن بجائے جارہے ہیں، اور لائٹ پہ لائٹ مارے جارہے ہیں۔ اور مسلسل ہارن اور لائٹ کی وجہ سے... جس سے سائڈ مانگی تھی، اب اس کو غصہ آنا شروع ہوا۔
اس نے کھڑکی کے باہر ہاتھ نکالا، اور اوپر کی طرف اشارہ کیا کہ بہت جلدی ہے تو اُڑ کر چلا جا۔ نہیں دیتا سائڈ۔ دیکھتا ہوں تو کیا کرتا ہے؟
بعضے سائڈ نہیں دیتے اور ان کا شیشہ بھی بند ہوتا ہے تو اندر سے آواز لگاتے ہیں کہ نہیں دیتا سائڈ، جا!...
ہیوی گاڑی والا رائٹ سے چلتا ہے، اس کے پیچھے سے چھوٹی گاڑی والا، غصے میں کہنا شروع کرتا ہے:
''ارے اسے کس نے کہہ دیا رائٹ سے چلنے کے لیے، اس کو تو لیفٹ سائڈ میں چلنا چاہیے، نہ جاتا ہے اور نہ جانے دیتا ہے۔''
اب برابر میں بیٹھا دوست کہتا ہے، ''کیا کریں روڈ پر چلنے کا قانون تو معلوم نہیں، رشوت دے کر لائسنس لے لیا ہے، گاڑی چلانے والے نے کہا کہ ہاں یار! رشوت نے سارے دیش کا کباڑا کر دیا ہے۔ ابھی تم نے خبر سنی کیا؟ شیمپو (Shampoo) سے دودھ بنا رہے ہیں، ایک لیٹر شیمپو کا دس لیٹر دودھ۔ پکڑے گئے، رشوت دی، چھوٹ گئے، اب اس سے زیادہ ڈھٹائی سے بنا رہے ہیں۔ ہفتہ طے ہو گیا اور اب یہ نمبر ایک کا دھندا ہو گیا۔''
ابھی یہ دونوں غصے ہی میں تھے کہ ایک اسکوٹر والے نے اوور ٹیک کیا، دونوں ٹکراتے ٹکراتے بچے۔ گاڑی والے نے اسپیڈ بڑھائی، اسکوٹر والے کے برابر پہنچا، جلدی سے کانچ اتارا، اور کہا: او.... ابھی ٹکرا جاتا تو!.... اسکوٹر والے کو بھی غصہ آیا۔ اس نے کہا، تجھ

کو گاڑی چلانا آتا ہے کیا؟ دونوں غصے میں بھری آنکھوں سے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ یہ تو اچھا ہے کہ یہاں بمبئی میں کسی کے پاس ٹائم نہیں ہے اسی لیے جلدی سے آگے بڑھ گئے۔

کچھ دور تک گاڑی میں بیٹھے ہوئے اسکوٹر والے کو برا بھلا کہتے رہے، اور اپنا غصہ اتارتے رہے۔ اور اسکوٹر والا ہوا میں ہی گالیاں بکتا چلا گیا۔ سب ایک دوسرے پر غصہ... غلطی کسی کی نہیں.... مگر ہر ایک کو ہر ایک پر غصہ

غصہ... غصہ... غصہ

چھوٹی گاڑی میں بیٹھے ہوئے دو آدمی آپس میں بات کر رہے ہیں کہ برساتی کیڑے کی طرح جب سے رکشے والے روڈ پر آئے،.. روڈ پر چلنا ہی مشکل ہو گیا۔ رائٹ سے لیفٹ جانا، لیفٹ سے رائٹ جانا اور کوئی سگنل نہ دینا۔

اتنے میں اچانک آگے والے رکشے نے بریک مارا، گاڑی ٹکرانے سے بچ گئی، یہ دونوں اتر کر رکشے والے کے پاس گئے، اے.... کیا کرتا ہے۔ اچانک بریک مارتا ہے؟ ابھی ایکسیڈنٹ ہو جاتا تو!۔ رکشے والے نے کہا:

صاحب! پیسنجر نے کہا کہ روک دو، تو میں نے روک دیا۔

ابے... تجھے آگے بڑھا کر سائڈ لگانا چاہئے تھا نا!

پاس سے گزرتے ہوئے کچھ لوگوں نے گاڑی والوں سے کہا:

صاحب! روڈ پر تو یہ ہوتا ہی رہتا ہے۔ کہاں تک، سمجھائیں گے، کس کس پر غصہ کریں گے؟

گاڑی والے اپنی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ چلتے رہے۔ ''گونڈی شیواجی نگر'' کا سگنل آ گیا، ہرا (Green) سگنل ہے۔ لیکن یہ جا نہیں سکتے۔ کیوں کہ رکشے والے، سگنل توڑ کر تیزی سے بھاگے جا رہے ہیں۔ ایک بولا، صبر کر یار، کہاں تک غصہ کرے گا۔ یہ پولیس والوں کو ہفتہ دیتے ہیں اس لیے ان کو کوئی پولیس والا بولتا نہیں۔

غصہ میں گالیاں دیتے ہوئے سگنل کراس کیا اور آگے بڑھ گئے۔

غصہ... غصہ... غصہ

فجر کی اذان سن کر آنکھ کھلی ،جلدی سے اٹھے، سرھانے مسواک کے لیے ہاتھ بڑھایا تو مسواک نہیں۔ زور سے آواز لگائی۔ ارے! مسواک کہاں چلی گئی؟ آج ویسے بھی دیر سے نیند کھلی ہے، اذان بھی ہوچکی ہے، اِدھر اُدھر نگاہ دوڑائی ،نظر نہیں آئی تو دوبارہ کہا:

ارے.... سن رہی ہو! مسواک کہاں چلی گئی؟

بیوی کچن میں تھی، چولہا جل رہا تھا، پُرانے فریج سے آواز آرہی تھی، ایگزاسٹ فین (Exhaust fan) بھی شور مچا رہا تھا،شور کی وجہ سے بیوی آواز سن نہ سکی،شوہر نے دوسری مرتبہ غصے کے ساتھ تیز آواز میں کہا:

ارے کہاں چلی گئی! سنتی کیوں نہیں؟

میری مسواک کہاں چلی گئی؟

بیوی نے کہا مجھے کیا پتا؟ جہاں رکھتے ہیں وہاں ہوگی۔

غصہ اور تیز ہوگیا۔ اور زور سے کہا: یہاں ہوتی ،توتم سے کیوں پوچھتا؟

یہ سن کر بیوی نے کچن کا کام چھوڑا اور جا کر باتھ روم میں دیکھا تو مسواک وہاں موجود تھی۔ کہا کہ مسواک تو یہاں باتھ روم میں رکھی ہے۔ مسواک مل گئی لیکن غصے کا اثر باقی رہا، جلدی جلدی وضو بنایا، اور گھر سے باہر نکلے۔

یہ تو ہوا نمازی شوہر کا بیوی پر غصے کا ایک نمونہ، جو بظاہر سنتوں کا اس قدر اہتمام کرتا ہے کہ سنت کے اہتمام میں مسواک سرہانے رکھتا ہے، مگر غصے کا اس قدر شکار ہے کہ صبح ہوتے ہی بیوی پر بے جا غصہ کر کے حرام کا ارتکاب کرتا ہے۔

غصہ... غصہ... غصہ

ایک صاحب جو پکے نمازی اور تکبیرِ اولیٰ کے بھی پابند ہیں، فجر کی نماز کے لیے گھر سے نکلے۔

ان کے فلیٹ کے اور ان کے دائیں بائیں فلیٹ کے دروازے قریب قریب ہیں۔اس لیے ایک دوسرے کے چپل، ایک دوسرے کے دروازے کے سامنے پہنچ جاتے ہیں۔ باہر نکلتے ہی پڑوسیوں کے کچھ چپل ان کے دروازے کے سامنے نظر آئے۔چپلوں پر نگاہ پڑتے ہی آگ بگولہ ہوگئے، ہوامیں ہاتھ ہلا ہلا کر کہنے لگے یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں، اپنے چپل میرے گھر کے سامنے اتارتے ہیں، کیا روز روز کا دستور بنا رکھا ہے؟

صبح کے سناٹے میں آواز گھر کے اندر بیوی تک پہنچ گئی، بیوی اپنے نمازی شوہر کے غصے سے واقف تھی، گھبرا کر، باہر نکلی کہ خدا جانے انھوں نے کس سے جھگڑا شروع کر دیا، بیوی کی طرف پلٹ کر بولے:

یہ لوگ ایسے ماننے والے نہیں ہیں ایک تھیلی لاؤ! میں سارے چپل بھروں اور کچرے کے ڈھیر میں پھینک دوں۔بیوی نے کہا آپ شریف آدمی... (بیوی کو ڈر ہے کہ پلٹ کر کہیں اسی پر غصہ نہ کرنے لگیں، اس لیے کہا کہ " آپ شریف آدمی ہیں " ورنہ وہ تو خوب جانتی ہے کہ وہ کتنے شریف ہیں)۔ ہر وقت غصہ... قدم قدم پر غصہ

غصہ... غصہ... غصہ

ایک حاجی صاحب صبح کی نماز کے لیے گلیاں کراس کرتے ہوئے روڈ پر پہنچے، مسجد روڈ کی دوسری طرف تھی، سردی کے دنوں میں فجر کی نماز دیر میں ہوتی ہے، جماعت کا وقت چھ چالیس تھا، اور بمبئی جیسے شہر میں تو " چھ چالیس " پر اچھی خاصی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔اپنے اپنے بچوں کو اسکول پہنچانے والے اور دوسری ضروریات کے لیے لوگ پیدل اور گاڑیوں کے ذریعہ ایک ساتھ سڑکوں پر آجاتے ہیں، ٹریفک بڑھ جاتی ہے۔ہر آدمی جلدی میں ہوتا ہے۔

حاجی صاحب کو بھی جلدی تھی، اتنے میں ایک نمازی اور آ گئے، انھیں بھی مسجد میں جانا تھا، گاڑیاں رک نہیں رہی تھیں۔دونوں نمازیوں کو غصہ آ گیا، کہنے لگے:

اتنی صبح صبح...اتنی گاڑیاں ...؟ حد ہوگئی...؟ روڈ کراس کرنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔
ایک زمانہ تھا کہ بڑی مشکل سے یہاں کوئی گاڑی نظر آتی تھی، دوسرے صاحب بولے،
ارے حاجی صاحب! جب سے گاڑیاں لون پر ملنے لگیں، تب سے تو روڈ پر گاڑیاں ہی
گاڑیاں نظر آنے لگیں، گھر میں کھانے کو ہو نہ ہو... گاڑی ضرور چاہیے۔
دوسروں پر طنز اور حقارت بھرے لہجے اور جذبات کے ساتھ دونوں نمازی مسجد کے
دروازے تک پہنچ گئے۔

غصہ... غصہ... غصہ

اور سنیے! مسجد کے باہر ایک صاحب کی دودھ کی دکان ہے۔ فجر کی نماز سے پہلے مسجد میں
داخل ہوئے اور تیزی کے ساتھ استنجا خانے کی طرف بڑھے، وہاں دیکھا تو لمبی لائن لگی
ہوئی ہے۔
لمبی لائن دیکھتے ہی انھیں تیز غصہ آیا۔
زور زور سے کہنے لگے:
جن کا یہاں گھر ہے وہ اپنے گھر سے فارغ ہوکر کیوں نہیں آتے، یہاں کیا لائن بڑھاتے
ہیں۔ یہ سنتے ہی لائن میں کھڑے ایک صاحب کو ان پر غصہ آ گیا:
کیا گھر میں دس ٹوائلٹ ہوتے ہیں کیا؟
گھر کے سارے لوگ نماز پڑھنے کے لیے اٹھتے ہیں۔ اور آج کل تو بچوں کے اسکول کا
ٹائم بھی ایسا ہے، گھر کے سارے لوگوں کو فارغ ہونا ہوتا ہے... یہاں نہیں آئیں گے تو
کہاں جائیں گے؟ غصہ میں کچھ اور کہا سنا ہوا... آواز بلند ہوئی، وضو بناتے ہوئے لوگ
بھی اٹھ کر آ گئے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں ٹرسٹی صاحب جو مسجد کی سیڑھیاں چڑھ رہے
تھے وہ بھی پلٹ آئے، کیا ہو رہا ہے، کیا ہو رہا ہے؟
ٹرسٹی صاحب کے پوچھنے پر ایک صاحب جو بھائی ٹائپ کے ہیں، ٹرسٹی پر برس پڑے،

میں آپ سے کتنی دفعہ کہہ چکا کہ یہ ٹوائلٹ پندرہ سال پہلے بنے تھے، جس وقت آبادی بہت کم تھی، مسلمانوں کے نہ اتنے مکان تھے نہ دکانیں۔ اب آبادی اتنی بڑھ چکی اور تبلیغ والوں کی محنت سے نمازیوں کی تعداد کتنی بڑھ گئی، کیا میں اس سے پہلے بھی بار بار نہیں کہہ چکا ہوں کہ دس ٹوائلٹ اور بنوا دیجئے، مسجد میں جگہ بھی ہے اور فنڈ بھی، اور آپ ہیں کہ سننے کو تیار نہیں!

یہ سارا فساد آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ یہ سنتے ہی ''نمازی ٹرسٹی'' کو غصہ آ گیا، وہ بھڑک اٹھے، کہنے لگے:

''کیا مسجد میں میونسپلٹی کا ''شو چالے'' بنانا ہے؟

لوگ اپنے گھروں سے فارغ ہو کر کیوں نہیں آتے؟

دوسرے صاحب بولے کہ ٹرسٹی صاحب!

آپ کے پانچ بچے ہیں اور پانچوں فارن میں رہتے ہیں، اور اتنے بڑے فلیٹ میں تو صرف، آپ میاں بیوی ہی رہتے ہیں نا!

آپ تو کہیں گے ہی کہ سب کو گھر سے فارغ ہو کر آنا چاہئے۔

اب کیا پوچھنا تھا۔ ایک مدت سے غصہ میں بھرے ہوئے نمازی موقع کی تلاش میں تھے اور ٹرسٹی کو کچھ کہہ نہیں پا رہے تھے، آج سب کو موقع مل گیا، ایک نے زور سے کہا:

کہ ٹرسٹی لوگوں کو تو مسجد میں ہی فارغ ہونا چاہئے تا کہ پتا چلے کہ ٹوائلٹ میں کتنی گندگی ہے، اس میں بیٹھنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ ٹرسٹی صاحب اس کی طرف پلٹ گئے۔ پاخانہ میں پاخانہ نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ کیا ڈائننگ روم ہے؟

ایک سنجیدہ سمجھدار آدمی نے جس کو غصہ تو تھا، لیکن غصہ کے نقصانات کو جانتا تھا، اس لیے اس نے ٹرسٹی صاحب سے بڑے پیار سے پوچھا، کیا آپ کے گھر کے ٹوائلٹ میں ایسی ہی گندگی بھری ہوئی ہے جیسا یہاں مسجد کے ٹوائلٹ میں ہے؟

ٹرسٹی صاحب! صرف آپ اتنی بات سوچ لیتے کہ مسجد اللہ کا گھر ہے اس کی صفائی اپنے گھر سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

اب اُس بھائی ٹائپ آدمی نے بھی زور سے کہا: آپ سے نہیں ہوتا تو آپ ذمہ داری چھوڑ دیجیے نا...... ہم مسجد کی صاف صفائی کر کے دکھا دیں گے کہ صفائی کس کا نام ہے!

کسی نے پیچھے سے آہستہ سے کہا کہ ٹرسٹی صاحب تو ہاتھ کی صفائی میں لگے ہیں۔

(واضح رہے کہ مسجد کی آمدنی بہت زیادہ ہے۔)

لائن میں کھڑے ایک صاحب، جواب تک خاموش تھے، سب کو غصہ میں دیکھ کر ان کو بھی غصہ آ گیا، انھوں نے کہا کہ یہ لوگ نہ کرتے ہیں اور نہ کرنے دیتے ہیں۔ اتنے میں پاخانہ سے فارغ ہو کر نکلنے والا ایک آدمی، لگتا ہے کہ ان باتوں کو سن سن کر اندر ہی پیچ و تاب کھا رہا تھا، کمر بند باندھتا ہوا باہر نکلا اور بولا:

الیکشن ہوئے کتنے سال ہو گئے، دس سال سے الیکشن نہیں ہوا ہے۔ میں یہیں کا رہنے والا ہوں، یہ تو باہر سے آئے ہیں، اور پیسے کے زور پر ٹرسٹی بن گئے ہیں، اب تو ہم لوگ الیکشن کرا کے رہیں گے۔

کیوں نمازی بھائیو! کیا رائے ہے آپ لوگوں کی؟

سب لوگوں نے کہا ہاں! ضرور الیکشن ہونا چاہیئے۔ غصہ کے جذبات سے بھری ہوئی کچھ آوازیں بیت الخلا کے اندر سے بھی باہر آئیں کہ ہاں ضرور ہونا چاہیئے۔

اتنے میں اقامت شروع ہو گئی، اور سب لوگ صف میں کھڑے ہو گئے، غصہ کے بھرپور جذبات کے ساتھ، دشمنوں سے لڑتے ہوئے اور پوری سوچ کے ساتھ نئے ٹرسٹی کا انتخاب کرتے ہوئے نماز پوری کی گئی۔

غصہ... غصہ... غصہ

ساس نے اپنے کمرے سے بہو کو آواز دی..... شہناز کہاں ہو؟ جلدی آؤ!

بہو کچن میں تھی، اس نے سوچا کہ دودھ ابلنے ہی والا ہے، ابل جائے تو چولہا بند کر کے جاؤں۔ اتنے میں ساس کی غصے میں بھری آواز دوبارہ آئی۔

ارے سو رہی ہو کیا؟

وہاں غصہ میں ساس ابل رہی تھی، اور یہاں چولہے پر دودھ ابل رہا ہے۔

بہو نے کہا: آ رہی ہوں امی، آ رہی ہوں، (جی میں کہا کہ مرتی بھی نہیں)

شہناز پہلے سے بھی ساس پر بہت ناراض تھی مگر غصہ اتار نہیں سکتی تھی، اتنے میں اس کا چھوٹا بچہ عامر کچن میں آ گیا، اور روتے روتے کہنے لگا:

''امی! چڈی میں پیشاب نکل گیا۔

اس نے عامر کو ایک جھانپڑ لگایا... نالائق کہیں کا!... بتاتا نہیں۔

ساس کو اندازہ ہو گیا کہ بہو نے عامر کو مارا ہے۔

ساس غصے میں پھٹ پڑی.... چلّائی:

شہناز..........!

تیرا ہاتھ بہت چلنے لگا ہے۔

شہناز نے بھی دل ہی دل میں کہا.... بڈھی تیری زبان بہت چلنے لگی ہے۔

شہناز کو ساس کے روز روز کے غصے اور طعنے یاد آئے، کہنے لگی:

اے اللہ! آج شبِ جمعہ ہے تیرا وعدہ ہے کہ آج کے دن تو دعا قبول کرتا ہے، اور دل سے مانگی ہوئی دعا کبھی رد نہیں کرتا، میں آج دل لگا کر تجھ سے دعا کرتی ہوں کہ آج ہی اس ظالم ساس کو اٹھا کر مجھ پر اور میری نسلوں پر رحم فرما۔

ساس کا بہو پر غصہ.... بہو کا ساس پر غصہ

غصہ... غصہ... غصہ

ایک صاحب ٹیلی ویژن پر میچ دیکھنے کے بہت عاشق تھے، میچ دیکھتے ہوئے، جس ٹیم سے ان

کومحبت تھی وہ ہارنے لگی توان کا بلڈ پریشر ہائی ہونے لگا۔اخیر میں جب آخری اوور میں جیت اور ہار کا فیصلہ ہونے والا تھا، ان کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ قریب تھا کہ ان کو ہارٹ اٹیک ہوجائے۔آخری بال پر جب ان کی ٹیم ہار گئی توان کے ہاتھ میں جوموبائل فون تھااسی کوٹیلی ویژن پردے مارا۔ٹیلی ویژن بھی ٹوٹا،اورموبائل کاڈسپلے بھی خراب ہوگیا۔

غصہ... غصہ... غصہ

غسل خانہ میں غسل کرتے ہوئے ایک صاحب اپنے دشمن کے تصور میں ایسا ڈوبے کہ اُن کوایسالگا کہ دشمن ان کے سامنے ہی ہے۔انھوں نے اس تصور میں زور سے ایک مُکا مارا۔ ان کا ہاتھ غسل خانے کی دیوار سے ٹکرایااورانگلیوں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

غصہ... غصہ... غصہ

غصہ کی وبا آج اس قدر عام ہوگئی ہے کہ کیابڑا.... کیا چھوٹا... کیا مرد... کیا عورت، کیا باپ... کیا بیٹا، کیا سیٹھ.... کیاملازم، ہرایک غصے کی آگ میں جھلس رہاہے۔آپس میں ایک دوسرے پرغصہ تودرکنار،لوگوں کونظامِ فطرت پربھی غصہ آنے لگا۔

بارش نہ ہوتوغصہ.... بارش زیادہ ہوتوغصہ... دھوپ تیز ہوتوغصہ... سردی زیادہ ہوتوغصہ گرمی ہوتوغصہ...

ایک صاحب نے کہا کہ میراسب کام اٹک جاتاہے،جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتاہوں، وہ کام خراب ہوجاتاہے۔تنگ آکرمیں نے دوسال سے نماز وغیرہ چھوڑ دی ہے،البتہ ابھی اللہ سے ناراض نہیں ہوں۔(العیاذ باللہ)

غرض غصہ کی تباہی سے آج پورا معاشرہ متأثر ہے۔میاں بیوی کی محبت،غصہ کی بھینٹ چڑھی ہوئی ہے،والدین اوراولاد کے درمیان بھی اسی غصہ کی وجہ سے تناؤ کا ماحول بنا ہوا ہے، ماتحت اور سرپرستوں کے مابین اسی غصہ کی وجہ سے نفرت کی آگ بھڑک رہی ہےاورحدتویہ ہے کہ دینی مراکز اور تعلیمی ادارے بھی اس کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکے۔

غصہ کے عادی لوگوں سے ان کے والدین بھی محفوظ نہیں۔جس ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی خبر دی گئی ہے اور جس باپ کو جنت کا دروازہ قرار دیا گیا ہے؛ بڑھاپے میں بے سہارا ہو جانے کے بعد، اور اپنی جوانی کو اپنی اولاد کی کامیابی کے لیے محنت و مشقت میں گھلا دینے کے بعد، ہر لمحے والدین کو یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ شاید ان کی کوئی بات ان کی اولاد کو بری نہ لگ جائے، اور یہ ہم پر برس نہ پڑیں، اس لیے انھیں اپنی کسی ضرورت کے اظہار کے لیے بھی پہلے کئی بار سوچنا پڑتا ہے کہ اپنی فلاں ضرورت بیٹے کے سامنے رکھی جائے یا نہ رکھی جائے... اور کہی بھی جائے تو کس انداز سے کہی جائے کہ کہیں صاحب زادے کو بری نہ لگ جائے۔

میں آپ کو ایک ایسا واقعہ سناؤں جس کو سن کر آپ کو بہت حیرت ہوگی اور آپ یہ سوچیں کہ یہ کوئی من گھڑت بات ہے جس کو موضوع کی مناسبت سے گھڑ لیا گیا ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، آپ جو چاہیں سمجھیں؛ واقعہ تو ویسا ہی جو میں کہہ رہا ہوں۔

ایک صاحب جن سے میری ملاقات، جہاں تک یاد پڑتا ہے سن ۱۹۷۵ء سے ہے، مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اور ابھی زندہ بھی ہیں۔اُس وقت بھی تہجد پڑھتے تھے۔جماعت میں اور بزرگوں کے پاس بھی جانا ہوتا تھا اور ہر وقت دوسروں کے کام آنے کی فکر میں رہا کرتے تھے۔ان کی وجہ سے نہ جانے کتنے لوگ نمازی بن گئے۔ان کی مدد سے نہ جانے کتنے حافظ اور عالم بن گئے۔گھر کے باہر ان کی ملاقات کسی سے ہوتی تو ہر ایک کی زبان پر یہ بات ہوتی کہ کتنا بااخلاق آدمی ہے، مگر جب انھیں کے بارے میں ان کی بیوی سے پوچھا جائے کہ تمہارے شوہر کیسے ہیں؟ تو شاید شوہر کا تذکرہ سنتے ہی وہ سہم جائے۔بیوی تو درکنار، ان کے غصے کا عالم یہ ہے کہ ایک دن مجھ سے کہنے لگے آج تو میں میری ماں کو مارتا مگر چھوڑ دیا۔ ایک دفعہ ایک عالم جن کا شمار بزرگوں میں ہوتا ہے، ان سے ملاقات کر کے آئے، وہاں کسی معاملے پر کوئی بات ہوئی اور بات کچھ بڑھ گئی، وہاں سے اٹھ کر چلے تو راستے میں

مجھ سے ملاقات ہوگئی، کہنے لگے کہ آج تو ان کو چھوڑ دیا ورنہ بہت مارتا۔ (اللہ کی پناہ)
ان کے بیٹے سے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے کہ ابا، اماں کی زندگی کو دیکھ کر تو میں نے طے کرلیا ہے کہ شادی ہی نہ کروں گا۔ میں نے ان کو سمجھایا کہ گھر میں کس طرح رہا جاتا ہے، اور جھگڑوں سے پاک گھر کیسے بنتا ہے، اس کو سن کر وہ شادی پر آمادہ ہوئے اور شادی کے کچھ دنوں بعد تک وہ مسلسل ملاقات کرتے رہے، اور موقع بہ موقع میں ان کو ایسی باتیں بتاتا رہا جن پر عمل کرکے گھریلو زندگی کو غصے سے پاک کیا جاسکتا ہے۔ کچھ ہی دنوں کے بعد وہ کہنے لگے میرا گھر تو چین وسکون کا گہوارہ ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔
باپ کا دل ہر وقت غصے میں جل رہا ہے اور جلی کٹی باتوں سے ماں کا کلیجہ چھلنی ہو رہا ہے، جسے دیکھ کر بیٹا شادی سے گھبرا رہا ہے۔ یہ سب غصے کا نتیجہ ہے۔

غصہ... غصہ... غصہ

اگر انسان بہ ظاہر دین دار ہو، دین کی خدمت بھی کر رہا ہو، اور اللہ والوں سے اس کے تعلقات بھی ہوں اور ذکر اللہ میں بھی لگا ہو، مگر وہ خود کسی فعل حرام کا ارتکاب بغیر توبہ کے مسلسل کر رہا ہو تو یہ ایک خطرناک روحانی مرض ہے، جس کے ہوتے ہوئے مذکورہ اعمال سے کوئی نفع نہیں ہوسکتا، بل کہ مرض اور بڑھتا جاتا ہے اس لیے ذکر اللہ سے نفع حاصل کرنے کے لیے معاصی سے اجتناب ضروری ہے۔
اسی بات کو حضرت مجدد الفِ ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حکما کے نزدیک مقرر ہے کہ مریض جب تک بیماریوں سے تن درست نہ ہوجائے؛ کوئی غذا اُسے فائدہ نہیں دیتی۔ اگرچہ مرغِ بریاں ہو؛ بل کہ غذا اس صورت میں مرض کو بڑھا دیتی ہے۔
(اسی لیے حکما پہلے) اس مرض کو دور کرنے کی فکر کرتے ہیں، پھر اس کے بعد غذاؤں کے ساتھ آہستہ آہستہ اس کو اصلی قوت کی طرف لاتے ہیں۔
پس آدمی جب تک مرضِ قلبی (مثلاً تکبر اور غصہ وغیرہ) میں مبتلا ہے؛ کوئی عبادت وطاعت

اس کو فائدہ نہیں دیتی ؛ بل کہ اس کے لیے مضر ہے، رُبَّ تَالٍ لِلْقُرْاٰنِ، وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ کہ بہت سے لوگ قرآن اس طرح پڑھتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

(ارشادات مجدد الفِ ثانی ص ۷۷)

یہی مضمون حضرت مولانا قاری صدیق صاحب رحمۃ اللہ کے بیان کے ایک اقتباس سے ملاحظہ فرمایئے جو حضرت نے بارہ مولہ کے تبلیغی مرکز مسجد الرشاد میں تبلیغی ساتھیوں اور ذمہ داروں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ جس کو ماہنامہ النور، بانڈی پورہ کشمیر، نے اپنے خصوصی شمارہ صادقین نمبر کے صفحہ ۱۵۸ پر لکھا ہے، اقتباس درج ذیل ہے:

''میرے بھائیو! اگر آدمی اپنے اندر تبدیلی پیدا نہیں کرتا، تو اچھے اعمال میں اگر کسی درجہ میں لگتا بھی ہے، اچھی بات کہتا ہے، تو اس کے اندر غذا بھی ویسی ہی بنتی ہے۔ اس کی وہ بات اسی کی غذا بنے گی جو وہ عمل کرتا ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ آدمی ذکر کرتا ہے اور اخلاق اس کے ٹھیک نہیں ہیں تو وہ ذکر بد اخلاقی کی غذا بنے گا، جن معاصی کے اندر لگا ہے ؛ اس ذکر سے ان معاصی کو تقویت پہنچے گی۔ گناہ کرتا ہے تو گناہ کے اندر اور زیادہ طاقت پیدا ہوگی، اور اچھا عمل کرتا ہے تو اس عمل کے اندر طاقت پیدا ہوگی۔ غذا کا کام ہے طاقت بننا، طاقت پہنچانا۔'' (ماہنامہ النور، صادقین نمبر ص ۱۵۸)

....

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ جہالت میں، غصہ ان کی گھٹیوں میں پڑا ہوا تھا۔ ان کے درمیان معمولی معمولی باتوں پر تلواریں نکل جاتی تھیں اور نسلوں تک اس غصہ اور دشمنی کی آگ بھڑکتی رہتی تھی۔ مگر جب انھوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اختیار فرمائی اور اپنی اخلاقی خامیوں کی اصلاح کا سلسلہ شروع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو غصہ کی ہلاکتوں سے آگاہ کیا اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی اور انھیں اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ ''جو انسان دنیا میں غصہ سے نہ بچے وہ آخرت میں اللہ

رب العزت کے غضب سے نہیں بچ سکتا۔'' پھر نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کی عداوت اور دشمنیاں اُخوت ومحبت میں تبدیل ہوگئیں، نفس کے لیے غصہ کرنے والے، نفس کے خلاف غصہ کرنے والے بن گئے، کسی کی تیز نگاہ بھی نہ برداشت کرنے والے دوسروں کے لیے اپنی جان ومال؛ بل کہ جذبات کی قربانی دینے والے بن گئے۔

خود نہ تھے جو راہ پر، اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو، مسیحا کردیا

غصہ کی تباہیوں کو میں نے خود بہت قریب سے دیکھا ہے۔ جب میں نے نفس کے تزکیہ کے لیے اپنے شیخِ اول، حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب، نور اللہ مرقدہ سے رجوع کیا تو سب سے پہلے ''غصہ کا علاج'' ہی معلوم کیا۔ چناں چہ مجھے تجربہ ہوا کہ یہ مرض نہایت شدید ہے اور اس کے جراثیم بہت مشکل سے قابو میں آتے ہیں، ان کے اسباب پر بہت کڑی نگاہ رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے، نفس کے چور دروازوں پر بہت بیدار مغزی کے ساتھ چوکیداری کرنی پڑتی ہے اور مسلسل کسی صاحبِ دل سے رابطہ قائم رکھنا پڑتا ہے ؛تب کہیں جاکے یہ مرض قابو میں آتا ہے۔

اور اگر غصے کے علاج سے غفلت برتی گئی تو اس سے اٹھنے والے شعلے دوسری تمام عبادات کے اجر وثواب کو بھی خاکستر کردیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ غصے سے نکلنے والی تمام شاخیں حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہیں اور حقوق العباد کے معاملے میں غفلت برتنے والوں کی، قیامت کے دن ایسی بری حالت ہوگی کہ بس اللہ کی پناہ!

میدانِ محشر میں میزانِ عدل قائم کیا جائے گا اور میزان کے ایک پلڑے میں قصور اور دوسرے پلڑے میں اس کا ردِ عمل رکھا جائے گا، اس طور پر کہ:

بیوی کی کوتاہیاں ایک طرف ہوں گی....... اور شوہر کا غصہ اور عتاب دوسری طرف،
نوکروں کی کوتاہیاں ایک طرف ہوں گی.... اور آقاؤں کی ڈانٹ ڈپٹ دوسری طرف،

ماتحتوں کی غلطیاں ایک طرف ہوں گی......... اور سرپرستوں کی مار پیٹ دوسری طرف، طلبہ کے قصور ایک طرف ہوں گے......... اور اساتذہ کی سختی اور سزائیں دوسری طرف، وہ دن محشر کا ہوگا، اور فیصلہ خالقِ کائنات کے سامنے کیا جائے گا، پھر ہر ایک کو اپنے عمل کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ میاں بیوی، حاکم ومحکوم اور استاد وشاگرد کے درمیان، عدل وانصاف کا تو کیا کہنا؛ جانوروں کو بھی اس وقت تک مٹی میں نہیں ملایا جائے گا جب تک ان کے درمیان عدل وانصاف کا معاملہ نہ کردیا جائے۔

وہاں بہت سے لوگ نیکیوں کا پہاڑ لے کر حاضر ہوں گے؛ مگر بندوں پر زیادتی کرنے کی وجہ سے ان کی ساری نیکیاں دوسروں کے حوالے کردی جائیں گی، اور ان کو گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی لوگوں کو امت کا حقیقی مفلس قرار دیا ہے۔ اَللّٰھُمَّ احْفَظْنَا مِنْہُ.

غصے کی انھیں تباہیوں کے پیشِ نظر، کئی بار دل میں یہ تقاضہ ہوا کہ اس کی تباہی کا مزید استحضار خود اپنے دل میں پیدا کرنا اور لوگوں کو اس کی ہلاکتوں سے آگاہ کرنا اور جو واقف ہیں انھیں متنبہ کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کئی سال پہلے بھی اس موضوع پر اتوار کی ہفتہ واری مجلس میں، بیانات ہوئے تھے، پھر گذشتہ نو (۹) مجلسوں میں لگاتار اسی موضوع پر گفتگو کی گئی۔ بیان کا چوں کہ اولین مخاطب میں خود اپنے آپ کو بناتا ہوں اس لیے مجھے تو ان بیانات سے کافی نفع ہوا، اور مجلس میں حاضر ہونے والے نیز انٹرنیٹ پر بیانات سننے والے بھی اطلاع دیتے رہے کہ انھیں بھی بڑا فائدہ ہوا۔

اِدھر کچھ دنوں سے میرے محسن معالج ڈاکٹر ''فضل راوت'' جو ماہرِ نفسیات بھی ہیں، اور امراض کی تہہ تک پہنچنے کا اللہ تعالیٰ نے انھیں خاص ملکہ اور صلاحیت عطا فرمائی ہے، انھوں نے جب مجھے خلافِ طبع باتوں پر رنجیدہ ہونے اور کڑھنے کے جسمانی نقصانات سے، بار بار آگاہ کیا تو میرے شیخِ اول کی باتیں پھر سے ذہن میں تازہ ہوگئیں۔

حکیم الامت حضرت تھانویؒ کی ''غصے کا وبال اور اس کا علاج'' اور حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا رسالہ ''غصہ اور اس کا علاج'' جس سے میں نے بارہا استفادہ کیا ہے، پھر سے عمل کی نیت سے پڑھا۔

اپنے موضوع پر یہ کتابیں، واقعی اپنی نظیر آپ ہیں، اور اپنے اندر علمی واصلاحی شان رکھتی ہیں، ظاہر ہے کہ جس برتن میں جو ہوتا ہے وہ چھلکتا ہی ہے۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اکابر کی انھیں کتابوں کی روشنی میں، سہل انداز میں اس موضوع پر کچھ تفصیلی روشنی ڈالی جائے۔ زیرِ نظر کتاب اسی ارادے اور ضرورت کی تکمیل ہے۔

اس مرض پر قابو پانے کی کوششوں کے باوجود، جب بھی اپنا محاسبہ کرتا ہوں تو احساس یہی ہوتا ہے کہ اس مرض کا اثر کافی حد تک میرے اندر، اب بھی موجود ہے، اس لیے اس کتاب کو میں خود اپنی اصلاح کا ذریعہ تصور کرتا ہوں اور مسلسل نو بیانات کے بعد بھی، جی یہی چاہتا ہے کہ اپنی اصلاح کی نیت سے اس موضوع پر اور بھی بیانات کروں۔ شاید کہ کتاب پڑھنے والوں اور بیانات سننے والوں کے اخلاص کی برکت سے، اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی فرما کر میری کامل اصلاح فرما دیں۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا بھی کرتا ہوں کہ ہماری اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے، غصہ کی تباہیوں اور ہر قسم کی ہلاکتوں سے ہماری اور امت کی حفاظت فرمائے اور بالخصوص تمام ظالموں کو ظلم سے روک دے اور مظلومین کی مدد فرمائے۔ اس کتاب کی جمع وترتیب اور تزئین وطباعت کے سلسلے میں اعانت کرنے والے، تمام معاونین، خصوصاً عزیزم مفتی مطیع الرحمن سلمہ کو دارین کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

شکیل احمد، پنویل، نئی بمبئی

بابِ اول: غصہ قرآن وحدیث کی روشنی میں

غصہ قرآن کی روشنی میں

قرآنِ کریم کی متعدد آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے غصہ کی قباحت اور اس کو ضبط کرنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ سورہ شوریٰ کی ایک آیت میں گناہوں سے بچنے والوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خاص طور سے ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو غصے کی حالت میں (جس پر غصہ آئے اس کو) معاف کردیتے ہیں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۷)

''اور وہ لوگ جو کبیرہ گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے ہیں اور جب غصے میں آتے ہیں تو معاف کردیتے ہیں''۔

سورہ آلِ عمران کی ایک آیت میں اپنے مخصوص بندوں کی صفت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خوبی کو اس طرح بیان کیا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ (سورۃ آل عمران: ۱۳۴)

''جو لوگ خوشحالی اور تنگی میں (فی سبیل اللہ) خرچ کرتے ہیں، غصے کو پی جانے والے ہیں اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے''۔

سورہ توبہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ

آپ کے اصحاب جو ہر وقت آپ پر اپنی جان و مال قربان کر دینے کے لیے تیار رہتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ چناں چہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا انْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ (قرآن)

ترجمہ: اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو وہ (صحابہ) آپ کا ساتھ چھوڑ دیتے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ ایسی محبت کہ نہ صحابہ کرام سے پہلے کسی نے ایسی محبت دیکھی اور نہ سنی۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت کو، شاید اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی مثال قائم کرنے ہی کے لیے پیدا کیا تھا، تاکہ امت کے لیے نبی سے محبت کا نمونہ پیش کیا جا سکے، اور صحابۂ کرام نے بھی اس کا حق ادا کر دیا۔ گویا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رسالت ختم اور صحابہؓ پر عشق و محبت کی داستان ختم۔

حال ہی میں ''حرا پبلی کیشن'' سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرامؓ کی محبت کے واقعات''۔ اس کتاب میں صحابۂ کرام کے ایسے واقعات مذکور ہیں، جن کو پڑھ کر دل یہ گواہی دیے بغیر نہیں رہتا کہ صحابہ کرامؓ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا جو نمونہ پیش کیا ہے وہ بس انھیں کا حصہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشاروں پر، اپنی جان و مال اور گھر بار کی قربانی دینا ان کے لیے فخر کی بات تھی۔

ایک صحابیؓ کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دیدیا گیا، اور قتل سے پہلے ان سے پوچھا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تمہارے بدلے تمہارے نبی کو قتل کر دیا جائے؟ (العیاذ باللہ)

انھوں نے برجستہ جواب دیا کہ مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کانٹا چبھے اور میں اس کے بدلے میں قتل سے بچا لیا جاؤں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ کرتے، تو جوشِ محبت میں ان کے دل کی یہ آواز، ان کی زبان پر آجاتی: فِدَاہُ اَبِیْ وَاُمِّیْ کہ اللہ کے نبی پر میرے ماں، باپ قربان ہو جائیں۔

صحابہ کرامؓ کی اس محبت کو ذہن میں رکھتے ہوئے اللہ کے اس فرمان کو پڑھیے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے یہ کہا ہے:

کہ اے نبی!''اگر آپ زبان کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو یہ صحابہ ہرگز ہرگز آپ کے قریب نہ رہتے۔''

یعنی آپ پر جان و مال لٹانا تو درکنار؛ آپ کے پاس رہنا بھی یہ لوگ پسند نہ کرتے۔اس لیے کہ زبان کی تیزی اور دل کی سختی جس کو ہم دوسرے الفاظ میں ''بے جا غصہ'' کہہ سکتے ہیں، ایسا قبیح عمل ہے کہ اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر بھی ہوتا تو صحابۂ کرامؓ جیسی محبت کرنے والی جماعت بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر الگ ہو جاتی۔

دینی ادارے کے سرپرستوں، جماعت کے ذمہ داروں کے لیے خصوصاً، اور ہر مدرس اور نگراں بل کہ ہر ایمان والے کے لیے عموماً اس آیت میں عبرت کا بڑا سامان موجود ہے۔سچ کہا ہے۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پُرسوز
یہی ہے رختِ سفر، میرِ کارواں کے لیے

قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر غصہ ضبط کرنے والوں کی تعریف فرمائی گئی ہے۔ایک جگہ اپنے خاص بندوں کی تعریف فرماتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں:

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ. اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ۔ (سورۃ فصلت: ۳۴)

ترجمہ:''اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی گویا وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے''۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرِ قرآن سیدنا ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ اس سے

مرادغُصّہ کے وقت صبر کرنا اور برائی کو معاف کرنا ہے۔ (بخاری)

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔

ترجمہ: اور جو شخص صبر کرے اور معاف کردے، البتہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔
مصلح الامت حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ:

''کیا صالحین کے لیے یہ آیتیں کم بشارت کی ہیں، اب اگر یہی لوگ اس پر عمل نہ کریں گے تو کون کرے گا؟ جو لوگ خدا سے اور اس کے کلام سے محبت رکھتے ہیں اس کی تلاوت کرتے ہیں تو کیا اس آیت میں ان کے لئے کچھ عبرت کا سامان نہیں ہے؟ اور کیا یہ آیتیں ایسی نہیں ہیں جن سے نیک لوگوں کا غصہ ضبط کی لگام پہن لے؟ اور کیا ان آیتوں کا مضمون غصہ کو ختم کرنے کے لیے کافی نہیں ہے؟

دیکھئے! آیت وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ میں، صبر اور مغفرت کی کس درجہ فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اور اس پر کس عنوان سے ابھارا گیا ہے، کیا اطاعت کرنے والوں کے لیے یہ عنوان کافی نہیں ہے اور ان کے لیے کچھ بھی مؤثر نہیں ہے؟'' (غصہ اور اس کا علاج ص ۸)

قرآن کریم کی اور بھی کئی آیتوں میں غصہ پر صبر کرنے کی تلقین اور صبر کرنے والوں کی تعریف وتحسین کی گئی ہے۔

....

غصہ حماقت سے شروع ہوکر
ندامت پر ختم ہوتا ہے۔

غصہ حدیث کی روشنی میں

اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ طیبہ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآنِ کریم میں جو احکامات نازل کیے ہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام کا عملی نمونہ امت کے لیے پیش کر دیا ہے؛ تاکہ امت کو ان احکامات پر عمل کرنا آسان ہو جائے۔

چناں چہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی طرف سے پیش آنے والی ناگواریوں پر اس قدر صبر وضبط اور حلم و بردباری کا مظاہرہ فرمایا کہ اس سے بہتر کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ اس سلسلے میں چند واقعات ان شاء اللہ آیندہ سطور میں پیش کیے جائیں گے؛ اس سے قبل چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ نہ کرو''..... اس نے کئی مرتبہ یہی بات کہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر بار یہی ارشاد فرمایا کہ ''غصہ نہ کرو۔'' (صحیح بخاری)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا:

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے، جس پر عمل کرلوں تو مجھے جنت مل جائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''غصہ نہ کرو تمہیں جنت میں داخلہ مل جائے گا۔'' (الطبرانی الاوسط: بروایت ابی داؤد)

ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ کونسا عمل ہے جو مجھے اللہ کے غضب سے محفوظ رکھے: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ نہ کرو'' (اللہ تعالیٰ بھی تم کو اپنے غضب سے محفوظ رکھے گا) (مسند احمد)

اللہ کے رسول ﷺ نے بنوقیس کے ایک شخص سے فرمایا:
''تمہارے اندر دو ایسی عادتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پسند کرتے ہیں، برُدباری اور سنجیدگی۔'' (بردباری یعنی غصہ کی حالت میں انتقام کی طاقت کے باوجود صبر سے کام لینا) (صحیح مسلم)

ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ:
اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''غصہ کا گھونٹ'' پی جانے سے زیادہ اجر والا کوئی اور گھونٹ نہیں ہے۔
(سنن ابن ماجہ)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:
جو شخص انتقام کی قدرت کے باوجود غصہ پی جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص کو تمام مخلوقات کے سامنے بلا کر فرمائے گا کہ آج تم جنت کی جس حور کا انتخاب کرنا چاہو، انتخاب کرلو۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جو شخص تم سے قطع تعلق کرے تم اس سے تعلق جوڑو، اور جو تم پر ظلم کرے، اس کو معاف کردو، اور جو تمہارے ساتھ برائی کرے تم اس کے ساتھ احسان کرو۔ (مسند احمد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''پہلوان وہ نہیں جو دوسروں کو کشتی میں پچھاڑ دے؛ بل کہ بڑا مضبوط پہلوان وہ ہے جو غصے کے وقت خود کو قابو میں رکھے۔'' (صحیح البخاری)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''جو شخص (غصہ کو نافذ کرنے کی قدرت کے باوجود) اپنے غصے کو روک لے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس سے اپنا عذاب روک لیں گے۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے

عرض کیا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے کون سی چیز بچا سکتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غصہ مت کرو''۔ (احیاء العلوم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اپنے غصہ کو روک لے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرماتے ہیں۔ (احیاء العلوم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص یہ چاہے کہ اس کے محلات جنت میں اونچے ہوں اور اس کے درجات بلند ہوں اس کو چاہیے کہ جس نے اس پر ظلم کیا ہو اس کو معاف کر دے اور جس نے اس کو کبھی کچھ نہ دیا ہو اس کو بخشش اور ہدیہ دیا کرے، اور جس نے اس سے ترکِ تعلق کیا ہو یہ اس سے ملنے میں پرہیز نہ کرے۔'' (احیاء العلوم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''روزِ قیامت اعلان ہوگا کہ جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر کوئی حق ہے وہ کھڑا ہو جائے تو اس وقت وہ لوگ کھڑے ہوں گے جنھوں نے لوگوں کے ظلم کو دنیا میں معاف کیا ہوگا''۔

(احیاء العلوم)

امام غزالیؒ نے مکاشفۃ القلوب میں لکھا ہے کہ ایک آدمی جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! دین کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا.... ''حسنِ اخلاق''۔

وہ آدمی پھر دائیں جانب سے آیا اور عرض کیا:

دین کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا.... ''حسنِ اخلاق''۔

وہ آدمی پھر پیچھے کی جانب آیا اور عرض کیا:

دین کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''دین یہ ہے کہ تو غصہ نہ کرے''
(مکاشفۃ القلوب)

اس واقعہ میں ایک لطیف نکتہ یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن صحابی کو''غصہ نہ کرنے کا سبق''صرف زبانی ہی نہیں دیا؛ بل کہ اپنے عمل سے بھی اس کا جواب دیدیا، وہ اس طرح کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک بار جواب دے دینے کے بعد دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی؟ مگر دوبارہ؛ بل کہ تیسری بار بھی اسی ایک سوال کو پوچھنے کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ناراض ہوئے اور نہ غصہ کیا اور عمل سے بھی یہ بتلادیا کہ دیکھو جیسے میں تمہارے ایک ہی سوال کا بار بار جواب دیتے ہوئے ناراض نہیں ہو رہا ہوں، تم بھی اسی اخلاق کو اپناؤ اور اپنے ذاتی معاملے میں کبھی غصہ نہ کرو اس لیے کہ یہی اخلاق ہے، اور یہ اخلاق ہی اصل دین ہے۔

ایک روایت میں ہے: ''اَلْمُؤْمِنُ مِرْءَاۃُ الْمُؤْمِنِ'' (مصنف ابن ابی شیبہ)
''یعنی ایک ایمان والا دوسرے ایمان والے کے لیے آئینہ ہے''۔

علماءکرام نے اس کی تشریح میں یہ بھی لکھا ہے کہ جس طرح آئینہ کی صفت یہ ہے کہ وہ انسان کی خوبیوں اور خرابیوں سے آگاہ کرتا رہتا ہے؛ اس کی ایک بڑی خوبی یہ بھی ہے کہ وہ انسان کی خرابیوں سے بار بار آگاہ کرنے کے باوجود، اگر انسان اس خرابی کو دوُر نہ کرے تو آئینہ کبھی ناراض نہیں ہوتا، نہ صراحتاً ناراض ہوتا ہے اور نہ اشارتاً، نہ جھڑکتا ہے اور نہ غصہ کرتا ہے، ایک مومن کو آئینے کی اس خوبی اور وصف کا حامل ہونا چاہیے۔

ان کے علاوہ اور بھی احادیث سے بے جا غصہ کی قباحت اور غصہ ضبط کرنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔ عمل کرنے والوں کے لیے تھوڑا ہی بہت ہوتا ہے۔

غصہ اور اکابر کے اقوال

غصہ کی قباحت اور اس کو ضبط کرنے کے سلسلے میں قرآنِ کریم کی صراحت اور رسول اللہ ﷺ کی وضاحت کے بعد نہ کسی قول کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے اور نہ واقعات کی؛ مگر چوں کہ واقعات اور اقوال، عمل کے لیے شاہِ راہ ہوا کرتے ہیں؛ اس لیے نمونے کے طور پر چند واقعات اور بزرگوں کے کچھ اقوال نقل کیے جاتے ہیں۔

۞ حضرت لقمان حکیم کا قول ہے کہ حلیم اور بردبار شخص کو غصہ کے وقت، بہادر کو جنگ میں اور دوست کو ضرورت کے وقت پہچانا جاتا ہے۔

۞ حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کیا کہ اے بیٹے! غصے میں جو بات بھی انسان کہتا ہے؛ غصے کے ختم ہو جانے کے بعد اس پر ضرور افسوس کرتا ہے۔

۞ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے وہ غصہ نہیں کرتا۔

۞ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ غصہ ایک جنون ہے، کیوں کہ غصہ کرنے والا خود نادم ہوتا ہے، یہ ندامت خود ظاہر کر دیتی ہے کہ اس کا غصہ کرنا عقل کے خلاف کام تھا، اور اگر وہ اپنے غصہ پر نادم بھی نہ ہو .... تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کا جنون مستحکم ہو چکا ہے۔

۞ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ انسان جو گھونٹ بھی پیتا ہے اس میں دو گھونٹ اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہیں۔ ایک مصیبت پر صبر کا گھونٹ اور ایک غصے کا گھونٹ۔ انھیں کا قول ہے کہ مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ دین میں پختہ ہو، علم کے ساتھ حلم میں بھی پختہ

ہو۔(یعنی لوگوں کی نادانیوں پر غصہ کرنے والا نہ ہو بل کہ خوب صبر کرنے والا ہو)

✿ حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ ابلیس کہتا ہے کہ تین آدمی پر میں غالب رہتا ہوں وہ مجھے پچھاڑ نہیں سکتے۔نشہ کرنے والا، غصہ کرنے والا اور بخیل۔

✿ حضرت محمد بن کعبؒ کا قول ہے کہ جس شخص کے اندر تین باتیں ہوں اس کا ایمان مکمل ہے: کسی غلط کام پر خوش نہ ہو... غصہ میں حد سے آگے نہ بڑھے... قدرت کے باوجود وہ چیز نہ لے جو اس کی نہ ہو۔

✿ کسی بزرگ نے اپنے بیٹے سے کہا، اے بیٹے! سب سے زیادہ غصہ اس کو آتا ہے جس کی عقل سب سے کم ہوتی ہے۔دنیا کے لیے غصہ مکروفریب ہے اور آخرت کے لیے غصہ دانائی اور بردباری ہے۔

✿ شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ اپنے مرید کو لکھتے ہیں کہ بھائی شمس الدین! اخلاق کو پاکیزہ اور بری عادتوں کو نیک بنانے کے لیے، تم سے جہاں تک ہو سکے کوشش کرتے رہو، اور اس کو بہت بڑا کام سمجھو، اس میں غفلت کے سبب، سخت بلاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس سے خدا کی پناہ۔دیکھو! دنیا میں جتنے درندے، وحشی جانور اور حیوانات ہیں؛ ان کی ہر صفت انسان کے اندر موجود ہے، دنیا میں جو صفت اس میں غالب ہوگی، قیامت میں اسی صفت کی بنا پر اس کے ساتھ معاملہ ہوگا، یعنی اُس کی شکل وصورت اسی طرح کی بنادی جائے گی، اگر کسی شخص میں غصہ اور غضب کی صفت غالب ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر کتوں کی شکل میں ہوگا، کسی میں شہوتِ بد غالب ہے تو اس کا حشر سوّروں کی شکل میں ہوگا، وغیرہ وغیرہ۔

(مکتوباتِ صدی، ص ۴۵۴)

✿ ایک بزرگ کا قول ہے کہ باتوں میں غصے کی مقدار بس اتنی ہونی چاہیے جتنا کھانے میں نمک ہوتا ہے، اگر مناسب مقدار میں ہے تو خوش ذائقہ ہے ورنہ تو کھانے کو خراب کردیتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ:

''سلوک وتصوف کا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان غصہ پر قابو پا جائے۔ جب انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے غصہ پر قابو پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام تک پہنچاتے ہیں کہ ملائکہ بھی اس پر رشک کرتے ہیں۔ اس لیے کہ فرشتوں کے اندر غصہ کی صفت موجود نہیں اور انسان کے اندر غصہ کی صفت ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی اس صفت کو دباتا ہے، تو فرشتے اس پر رشک کرتے ہیں۔

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ؒ کا قول ہے کہ غصہ میں کسی پر زیادتی ہو جائے تو فوراً ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لو۔ اس میں شرم بالکل نہ کرو، ورنہ آخرت میں شرمندگی اٹھانی پڑے گی۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات غصہ کی ضرورت پیش آتی ہے، استاد کو اپنے شاگردوں پر، شیخ کو اپنے مریدوں پر ان کی اصلاح کی خاطر غصہ کرنا پڑتا ہے۔ لیکن جتنے کی ضرورت ہے غصہ اتنا ہی کرنا چاہیے، غصہ میں حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے، اس لیے کہ اس میں نفسانیت شامل ہو جائے گی، اور غصہ کرنے والا گنہ گار ہوگا، اور اس کی بے برکتی بھی اس میں شامل ہو جائے گی۔

غصہ آنا انسان کی نشانی ہے اور اس پر قابو پانا مومن کی نشانی ہے۔

غصہ کو اپنے قابو میں رکھو؛ ورنہ غصہ تم کو اپنے قابو میں کر لے گا۔

غصہ ہمیشہ حماقت سے شروع ہوتا ہے اور ندامت پر ختم ہوتا ہے۔

غصہ پر صبر کرنا مجاہدہ ہے اور مجاہدہ سببِ ہدایت ہے۔

ماچس کی تیلی پہلے خود جلتی ہے بعد میں اوروں کو جلاتی ہے۔ ایسے ہی غصہ کرنے والا دوسروں کو تکلیف پہنچائے یا نہ پہنچائے خود کو ضرور تکلیف پہنچاتا ہے۔

ایک عابد نے شیطان سے پوچھا کہ تو لوگوں کو کس طرح گمراہ کرتا ہے؟

شیطان کہنے لگا کہ تین چیزوں سے:

(۱) بخل سے　　(۲) غصہ سے　　(۳) مدہوشی سے

ایک انسان جب بخیل ہوتا ہے تو ہم اس کا مال اس کی نگاہوں میں کم دکھاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ بخیل انسان ایسی جگہ پر بھی مال خرچ نہیں کرتا جہاں مال خرچ کرنا اس کے لیے واجب اور ضروری ہوتا ہے، اور دوسروں کے مال کو للچائی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور جب کوئی آدمی غصہ کا مریض ہو تو ہم اس کو اپنی جماعت میں یوں گھماتے اور چکر دیتے ہیں جیسے بچے کھیل میں گیند کو اِدھر اُدھر پھینکتے اور گھماتے ہیں، ایسا شخص اگر اپنی دعاؤں سے مُردوں کو زندہ کرنا بھی جانتا ہو؛ مگر ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے اور جو چاہے بنا لے، ہم ایک ہی کلمہ سے اسے بگاڑ دیں گے، اور جب کوئی شخص مدہوش ہوتا ہے یعنی نشے میں ہوتا ہے تو ہم اسے ہر برائی کی طرف پکڑ کر یوں لے جاتے ہیں جیسے کوئی بکری کو کان پکڑ کر جہاں چاہے لے جائے۔ (مثالی نوجوان ص ۲۶۵)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کریم کی مذکورہ آیات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ اور اکابر کے اقوال میں جس غصہ کو ضبط کرنے کی فضیلت اور بے جا غصہ کی قباحتیں بیان کی گئیں ہیں؛ اس غصہ کی حقیقت کیا ہے؟

....

نہ رہ غافل کبھی غصے کے شر سے، اگر انجام کا تجھ کو دھیان ہے

حسد، غیبت، عداوت، بغض و نفرت، یہ سب بچے ہیں، غصہ ان کی ماں ہے

باب دوم: غصہ اور اس کی حقیقت

غصے کی حقیقت

غصہ انسان کی ایک فطری صفت ہے جو ہر انسان میں موجود ہے۔اس کو اگر صحیح جگہ استعمال کیا جائے تو اس کے بے شمار فائدے ہیں، اس کے ''برمحل'' استعمال سے انسان اپنی عزت وآبرو اور مال و دولت کی حفاظت اور اپنی جان و مال کا دفاع کرتا ہے۔

اور غلط استعمال سے دنیا وآخرت کے بے شمار نقصانات بھی وجود میں آتے ہیں۔حتیٰ کہ بے جا غصہ کرنے کی وجہ سے ایمان بھی فاسد ہوجاتا ہے۔حدیث میں ہے:

اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ (بیہقی)

ترجمہ: بلاشبہ غصہ ایمان کو اس طرح فاسد کردیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے۔

غصے کی صفت انسان کے لیے اس قدر ضروری ہے کہ دنیا کا کوئی انسان اس صفت سے محروم نہیں رکھا گیا۔ انسان کو اگر غصہ ہی نہ آئے تو اس پر دشمن حملہ کردیں گے.... چور اور ڈاکو بے خوف وخطر اس پر ٹوٹ پڑیں گے...... اور وہ ان سے بچاؤ بھی نہ کرسکے گا جس کی وجہ سے اس پر بے شمار بلائیں اور آفتیں آپڑیں گی۔

چناں چہ غصہ ایک ایسی صفت ہے جس سے مال و دولت اور عزت وآبرو کی حفاظت کا قدرتی انتظام ہوتا ہے اور یہ مادہ ہی انسان کو بے شمار بلاؤں اور مصیبتوں سے بچاتا ہے۔شرط یہ ہے کہ اس کا استعمال بے محل اور حد سے زیادہ نہ ہو۔

غصہ کیوں آتا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غصہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہوتا ہے۔ (ابوداؤد)

جب کوئی کام انسان کی طبیعت اور مزاج کے خلاف ہوتا ہے، تو اس کی طبیعت کو ناگواری ہوتی ہے۔ اور یہ ناگواری دو طرح کے کاموں پر ہوتی ہے:

(۱) مزاج کے خلاف باتوں پر

(۲) یا شریعت کے خلاف کاموں پر

مذکورہ حدیث میں جو فرمایا گیا کہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے وہ ایسے غصہ کے بارے میں ہے جو انسانی مزاج کے خلاف باتوں پر آتا ہے، یعنی جہاں مال و دولت اور عزت و آبرو کی حفاظت اور دشمن سے اپنی دفاع کا معاملہ نہیں ہوتا۔ اور ایسے ہی غصہ کے وقت، شیطان انسان کے جذبات کو بھڑکاتا ہے، چوں کہ انسان کے خمیر کے اندر بھی آگ موجود ہے اور شیطان تو پیدا ہی آگ سے ہوا ہے، اس لیے جب شیطان انسان کے اس جذبے کو چھیڑتا ہے تو غصے کی آگ بھڑک جاتی ہے۔ اور انسان غصہ میں آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات انسان کے اندر کچھ بری صفات ہوتی ہیں جو غصے کا سبب بنتی ہیں، علما نے ان کو، غصہ کے اسباب میں شمار کیا ہے، ان میں سے درج ذیل اسباب قابلِ ذکر ہیں:

خود بینی اور فخر و غرور غصے کا سبب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے غصہ کے اسباب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ غصہ کا سبب با عزت بننا، جاہلی حمیت، تکبر اور بڑا پن ہے۔

جب آدمی دوسرے کو حقیر اور کمتر سمجھتا ہے تو اس کی تنقید اور جواب پر غصہ آتا ہے چناں چہ

آپ دیکھیں گے کہ جب کوئی بیٹا اپنے باپ پر.... خادم اپنے آقا پر.... شاگرد اپنے استاد پر.... اور عامی کسی عالم پر معترض ہوتا ہے تو مذکورہ حضرات فوراً غصہ میں آجاتے ہیں ،جس کے پیچھے صرف خود بینی اور بڑے پن کا جذبہ کام کرتا ہے، اسی لیے شریعت میں خود بینی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

بحث وجدال غصے کا عام سبب

عموماً مجلس میں گفتگو کی ابتدا بالکل سنجیدہ ماحول میں ہوتی ہے لیکن جب بحث وتکرار شروع ہوتی ہے تو دیکھتے ہی دیکھتے آواز بلند ہونی شروع ہوجاتی ہے، ہر فریق اپنی رائے پر اڑ جاتا ہے اور سنجیدگی کی جگہ غصہ کا ماحول پیدا ہوجاتا ہے، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی بحث سے منع فرمایا ہے، ارشاد نبوی ہے: میں جنت کے اطراف میں اس شخص کے لئے ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہونے کے باوجود بحث ومباحثہ کو ترک کردیتا ہے۔ (ابوداود)

کثرتِ مذاق غصے کا سبب

بہت سے لوگ مذاق اور خصوصا کثرتِ مذاق کے متحمل نہیں ہوتے ، اس لئے ان سے مذاق کرنا یا بار بار مذاق کرنا غصہ کا سبب بنتا ہے۔ حدیثِ پاک میں اسی مذاق سے روکا گیا ہے کہ اپنے بھائی سے نہ لڑائی کرو، نہ مذاق کرو اور نہ ہی وعدہ کرکے وعدہ خلافی کرو۔

(سنن ابی داؤد)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ کثرت مذاق سے پرہیز کرو کیونکہ وہ برے فعل کی طرف لے جاتا ہے اور کینہ وغصہ کا سبب بنتا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

اسی ضمن میں مذاق اڑانا بھی آتا ہے، بل کہ بہت سے لوگوں کے غصہ میں آنے اور بہت سے ساتھیوں کے درمیان اختلاف کا سبب ان کا مذاق اڑانا ہی ہوتا ہے۔

بدزبانی اور گالی گلوچ بھی غصے کا سبب

بات بات پر گالی دینا، ہر ایک کے ساتھ بدزبانی سے پیش آنا غصہ کا بہت بڑا سبب ہے، بل کہ کوئی شخص کسی کو مذاق میں بھی بے وقوف کہتا ہے تو سننے والے کو غصہ آتا ہے، سچ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فحش گوئی، فحش کلامی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اور سب سے اچھا مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے عمدہ ہوں (مسند احمد)

غصہ آنے کے بعد کیا ہوتا ہے

جب غصہ آتا ہے تو دل کا خون جوش مارنے لگتا ہے جس سے خون میں گرمی پیدا ہو جاتی ہے، اور وہ گرم خون تمام رگوں میں اوپر کی طرف پھیل جاتا ہے۔ جس طرح آگ کی لپٹیں اوپر کی طرف اٹھتی ہیں، جس کی وجہ سے اس کا چہرہ اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ چہرے کی جِلد چوں کہ نرم اور صاف ہوتی ہے اس لیے خون کی یہ سرخی ظاہر ہو جاتی ہے۔

یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب غصہ اپنے سے کم درجے کے آدمی پر آئے، اور یہ جانتا ہو کہ اس شخص پر میں قادر ہوں اور اس پر میرا بس چل سکتا ہے۔

اور اگر معاملہ یہ ہو کہ جس پر غصہ آیا ہے اس سے انتقام نہیں لے سکتا ہے؛ تو اس صورت میں وہ گرم خون، پھیلنے کے بجائے دل کی گہرائی میں اتر جاتا ہے، اور وہ بے چینی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں انسان کا چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے۔ اگر غصہ کسی برابر کے شخص پر آئے تو یہ دونوں حالتیں اور کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں؛ کبھی خون چہرے کی طرف اٹھتا ہے اور کبھی نیچے اترتا ہے، اور اس اضطراب کی وجہ سے کبھی چہرہ سرخ ہوتا ہے اور کبھی زرد۔ یہ علامت ہوتی ہے کہ غصہ خون میں سرایت کر چکا ہے۔

(تلخیص احیاء العلوم)

پھر جب غصہ کی آگ بھڑک جاتی ہے تو اس وقت کی دو حالتیں ہوتی ہیں:
ایک غصہ کرنے والے کی حالت..... اور دوسری جس پر غصہ آیا ہے اس کی حالت؛
غصہ کرنے والے کی حالت سے مراد یہ ہے کہ اس کے اندر صبر کی قوت مضبوط ہے یا کم زور؟
اور جس پر غصہ آیا ہے، اس کی حالت سے مراد یہ کہ وہ حیثیت اور مرتبے میں بڑا ہے یا چھوٹا، یا برابر درجہ کا ہے؟

جس کو غصہ آیا ہے اگر اس کے اندر صبر کی قوت مضبوط ہوتی ہے تو چاہے غصہ کم زور پر آئے یا بڑے پر؛ وہ غصہ کو ضبط کر لیتا ہے۔ غصے کو ضبط کرنے اور اس پر قابو پانے میں اس کو تکلیف تو ضرور ہوتی ہے، مگر یہ تھوڑی سی تکلیف کئی ساری مصیبتوں سے ڈھال بن جاتی ہے اور انسان بہت ساری تکلیفوں اور آفتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ پھر جب غصہ کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو اُس کو ندامت اور پشیمانی بھی نہیں ہوتی بل کہ وہ ایک طرح سے خوش ہوتا ہے۔

اگر شریعت میں غصہ پر صبر کی تاکید نہ بھی ہوتی، تب بھی انسانی عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ بہت ساری تکلیفوں سے بچنے کے لیے ایک تکلیف کو گوارہ کر لے اور اپنے غصے کا کڑوا گھونٹ پی جائے؛ چہ جائے کہ شریعت میں اس پر انعام کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔

پھر اگر انسان کے اندر صبر کی قوت کم زور ہوتی ہے تو وہ اپنے غصہ پر قابو نہیں پاتا۔ جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے، اگر وہ کم زور ہے تو اس پر غصے کا ردِ عمل فوراً ظاہر ہو جاتا ہے، زبان اور بدن کے دوسرے اعضا بے قابو ہو جاتے ہیں، جس کا نتیجہ ظلم، زیادتی، طلاق، گالی گلوچ، اور مار پیٹ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اور اخیر میں غصہ کرنے والے کو ندامت اور شرمندگی کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

مگر جس پر غصہ آیا ہے وہ اگر رتبے میں بڑا یا طاقت ور ہے، تو غصے کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہتی ہے، اور اس کا نتیجہ، حسد، بغض، کینہ اور غیبت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور یہ سب کے سب ناجائز اور حرام ہیں۔

غصے کا ردِّ عمل کہاں ہو..... اور کہاں نہیں

جیسا کہ اوپر بیان کیا جاچکا ہے کہ انسان کو دو طرح کی باتوں پر غصہ آتا ہے:

۱۔ مزاج کے خلاف باتوں پر

۲۔ دین کے خلاف باتوں پر

جب مزاج کے خلاف باتوں پر غصہ آئے تو اس کو کنٹرول کرنا ضروری ہے اور اس کے تقاضے پر عمل کرنا منع ہے۔ اگر ایسی حالت میں انسان غصہ کو قابو میں نہ کرے تو غصہ اس کو اپنے قابو میں لے لیتا ہے، پھر اس سے ایسی حرکتیں صادر ہوتی ہیں کہ اعمال تو خراب ہوتے ہی ہیں؛ ایمان بھی فاسد ہوجاتا ہے۔ ایسے ہی غصہ کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ غصہ ایمان کو ایسے خراب کردیتا ہے جیسے ایلوا شہد کو خراب کردیتا ہے۔
غصہ آجانے کے بعد اگر چہ اس کو ضبط کرنا بہت مشکل ہوتا ہے مگر اس مشکل کام پر قابو پانا مجاہدہ ہے اور مجاہدہ ہی سببِ ہدایت ہے۔

البتہ دین کے خلاف باتوں پر غصہ آئے تو برا نہیں؛ بل کہ یہ ایمان کی علامت اور دینی حمیت کا نتیجہ ہے جو شریعت میں محمود اور پسندیدہ ہے اور بعض جگہوں پر اس کو ضروری بھی قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اس سلسلے میں خیال رکھنا ضروری ہے کہ انسان، غصہ میں شرعی حدود سے آگے نہ بڑھ جائے۔ اس لیے دین کے خلاف باتوں پر بھی اپنے غصے کا اظہار کب... کتنا... اور کیسے... کیا جائے؟ اس سلسلے میں علمائے کرام سے اور اس موضوع کی کتابوں سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے، ورنہ نفس اور شیطان کے پاس ایسے حربے موجود ہیں جس سے وہ انسانوں کو دین کی شکل میں بے دینی میں مبتلا کردیتا ہے اور ایسے مواقع پر ،شوہر، استاد، آقا اور باپ وغیرہ کو شریعت کی حد سے باہر کردیتا ہے۔ مثلاً بیوی کی غلطیوں کی اصلاح کرنا، شوہر کی ذمہ داری ہے، شاگرد کی دینی تربیت، استاد کا فرض ہے.... ملازم

کو اس کے فرائض کی ادائیگی پر مامور رکھنا، آقا کا حق ہے.... اور اولاد کی دینی تربیت کرنا ہر باپ کی ذمہ داری ہے۔ نیز تربیت میں شفقت و مہربانی کے ساتھ ساتھ غصہ و سختی کا ہونا بھی ضروری ہے۔ لیکن اس سلسلے میں اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ انسان غصہ میں شرعی حد سے تجاوز نہ کرے۔ اصلاح و تربیت کے لیے جس طرح ...اور جس قدر ... غصے کی، شریعت نے اجازت دی ہے اس کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

اور جب مزاج کے خلاف باتوں پر غصہ آئے تو اس کو ضبط اور کنٹرول کرنا اور فوری طور پر اس پر قابو پانا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ چوں کہ غصے کا بے محل ردِّ عمل، بے شمار تکلیفوں اور پریشانیوں کا سبب اور دنیا و آخرت کو تباہ کرنے والا ہے؛ اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی پاکیزہ سیرت اور اقوال و فرمودات کے ذریعہ اس کی تباہی اور ہلاکت کو واضح فرما دیا ہے۔ کیوں کہ بے محل غصے کا ردِ عمل ایسا قبیح عمل ہے کہ اس سے بے شمار برائیوں کے چشمے جاری ہوتے ہیں اور ان گنت تباہیوں کے سوتے پھوٹتے ہیں جس سے دین و دنیا دونوں تباہ ہوتے ہیں۔

....

حقیقی پہلوان وہ نہیں جو کُشتی میں پچھاڑ دے؛
پہلوان دراصل وہ ہے جو غصے کے وقت
خود پر قابو رکھے۔

(حدیث)

باب سوم: غصے کے نقصانات

غصہ کے دینی نقصانات

غصہ پر قابو نہ پا کر انسان دنیا کا بھی نقصان اُٹھاتا ہے اور دین کا بھی۔
دینی نقصان یہ ہے کہ غصے سے بے شمار برائیاں اور دوسرے بڑے بڑے گناہ جنم لیتے ہیں، مثلاً: غصے سے عداوت پیدا ہوتی ہے۔
غصے سے تکبر میں اضافہ ہوتا ہے۔
غصے سے بغض پیدا ہوتا ہے۔
غصے کی وجہ سے انسان نفرت کرتا ہے۔
غصے کی وجہ سے بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔
غصے کی وجہ سے جھگڑا کرتا ہے۔
اور پھر جب غصے میں بولنا شروع کرتا ہے تو بعض اوقات گالیاں بکتا ہے، کبھی کفریہ کلمات بھی کہہ جاتا ہے اور عام طور سے طلاق بھی غصے کی وجہ سے دی جاتی ہے۔
مذکورہ تمام گناہوں کے وجود میں آنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ:
جس پر غصہ آیا ہے وہ ماتحت یا کم زور ہوگا....... یا بڑا اور طاقت ور ہوگا۔
جس شخص پر غصہ آیا ہے وہ قابو میں ہے یعنی چھوٹا اور ماتحت ہے تو انسان غصہ میں آ کر اس کو تکلیف پہنچائے گا یا مارے گا یا اس کو ڈانٹے گا..... یا اس کو گالی دے گا..... اس کو برا

بھلا کہے گا..... اس کا دل دکھائے گا..... اور یہ سب کام گناہ ہیں، جو غصے کے نتیجے میں اس سے سرزد ہوں گے۔

اس لیے کہ دوسروں کو ناحق مارنا بہت بڑا گناہ ہے، اسی طرح اگر غصے کے نتیجے میں کسی کو گالی دیدی تو اس سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا بدترین فِسق ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔ اسی طرح اگر غصے کے نتیجے میں اگر دوسرے کو لعن طعن کیا، یا احسان جتایا جس سے اس کا دل ٹوٹ گیا تو یہ بھی بڑا گناہ ہے، یہ سب گناہ اس وقت ہوتے ہیں جب ایسے شخص پر غصہ آیا ہو جو کمزور یا ماتحت ہو۔

یہ سارے گناہ جو غصے کی وجہ سے کیے جاتے ہیں اس قدر شدید ہیں کہ ان میں سے ایک گناہ بھی انسان کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے۔ غصہ سے پیدا ہونے والے اُن گناہوں کے سلسلے میں احادیث میں کیا وعیدیں آئی ہیں ان پر ہم مختصر روشنی ڈالتے ہیں۔:

غصہ سے تکبر پیدا ہوتا ہے

مثلاً غصہ سے تکبر پیدا ہوتا ہے، اور تکبر سے سے غصہ۔ ان دونوں میں وہی نسبت ہے جو انڈے اور مرغی میں ہوتی ہے کہ معلوم ہی نہیں ہو پاتا کہ کون کس سے نکلا؟ کون باپ ہے اور کون بیٹا؟ البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ غصہ اسی وقت آتا ہے جب انسان کے اندر کبر اور بڑائی کے اظہار کی صفت غالب آجاتی ہے اور پھر جب غصہ آجاتا ہے تو تکبر بڑھتا چلا جاتا ہے، جیسے مرغی انڈے ہی سے نکلتی ہے اور جب مرغی بن کر تیار ہوجاتی ہے تو بے شمار انڈوں کو جنم دیتی ہے۔

حدیثِ پاک میں تکبر کی مذمت بیان کی گئی ہے اور تکبر کے عادی شخص کو جہنمی کہا گیا ہے۔ چناں چہ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو اہلِ جہنم سے مطلع نہ کروں؟

ہر وہ شخص جس کا دل سخت ہو، حرام مال سے موٹا ہو گیا ہو، تکبر کا عادی ہو۔ (بخاری)
یاد رکھو! جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور و تکبر ہو گا تو اس کو اللہ تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔ (صحیح مسلم)

غصے میں غیبت کی جاتی ہے

اگر غصہ ایسے شخص پر آیا ہے جو ماتحت نہیں ہے تو غصہ کے نتیجہ میں اس کی غیبت کی جائے گی۔ کیوں کہ جس پر غصہ آیا ہے وہ بڑا ہے یا صاحبِ اقتدار ہے، اس کے سامنے اس کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی، تو اس کے سامنے تو خاموش رہے گا، لیکن جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگا، تو اس کی برائیاں بیان کرنا شروع کرے گا اور اس کی غیبت کرے گا۔ چناں چہ یہ غیبت اُسی غصے کے نتیجے میں ہوتی ہے، اور اس کو حدیثِ پاک میں زنا سے بھی زیادہ شدید گناہ کہا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بے محل غصے کا ردِ عمل زنا سے بھی زیادہ شدید اور برے انجام تک پہنچا دیتا ہے۔ چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا۔

"غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین ہے" (المعجم الاوسط)

بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیوں کر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ زنا کرنے والا جب اپنے گناہ سے توبہ کر لیتا ہے تو اس کے گناہ کی معافی ہو جاتی ہے اور غیبت کرنے والے کو جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے تو اس کی معافی اور بخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔ (شعب الایمان للبیہقی)

جب بڑوں پر غصہ آتا ہے تو چوں کہ بس نہیں چلتا، اس لیے صرف غیبت ہی کرتے ہیں، مگر جب چھوٹوں پر غصہ آتا ہے تو ان پر ظلم بھی کرتے ہیں، اور غیبت بھی۔

بغض غصے سے پیدا ہوتا ہے

بعض اوقات غیبت کر لینے کے باوجود بھی غصہ ٹھنڈا نہیں ہوتا؛ اور غصے کے نتیجے میں دل یہ چاہتا ہے کہ اس کو کسی نہ کسی طرح تکلیف پہنچائے، مگر جس پر غصہ آیا ہے وہ صاحبِ اقتدار اور بڑا ہوتا ہے، اس لیے اس پر قابو نہیں چلتا، اس کے نتیجے میں دل کے اندر ایک گھٹن پیدا ہوتی ہے، اسی گھٹن کا نام بغض ہے۔ اس بغض کی وجہ سے دل میں ہر وقت یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اگر موقع مل جائے تو کسی طرح اس کو تکلیف پہنچاؤں اور اگر خود بخود اس کو تکلیف پہنچ جائے تو خوشی ہوتی ہے۔

یہ بغض گناہِ کبیرہ ہے جو غصے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ غصہ تو خود ہی بُرا تھا اس کی وجہ سے ایک بُرائی یہ بھی پیدا ہوگئی کہ اس سے دل میں بغض اور کینہ پیدا ہوگیا، اور اس طرح یہ نیم چڑھا کریلا بن گیا۔ بغض اور کینہ کے بارے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پیر اور جمعرات کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، تو ہر مومن بندہ کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ سوائے ان دو آدمیوں کے جو آپس میں کینہ رکھتے ہوں، پس ان کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو یعنی ان کی معافی نہ لکھو جب تک کہ یہ دونوں آپسی دشمنی سے باز نہ آ جائیں، اور دلوں کو صاف نہ کر لیں۔'' (مسند احمد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں وہ شخص نہ بتاؤں جو سب سے زیادہ بُرا ہو؟ عرض کیا گیا، اے اللہ کے نبی ضرور بتایئے، ارشاد فرمایا کہ جو اکیلا کھائے اور اپنے غلاموں کو مارے، پھر اس کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں ایک شخص بتاؤں جو اس سے بھی بُرا ہو؟ عرض کیا گیا، اے اللہ کے نبی! وہ بھی بتا دیجیے۔ ارشاد فرمایا جو آدمی لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں، ایسا آدمی اس سے بھی بُرا ہے۔ (سکونِ قلب، ۲۶۳)

دیکھئے بغض رکھنے والے کو حدیث میں کتنا بُرا کہا گیا، اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس کی کیسی برائی بیان فرمائی۔ یہ بغض بھی غصہ کا ہی نتیجہ ہے۔

حسد غصہ سے پیدا ہوتا ہے

پھر اگر جس شخص پر غصہ آیا ہے اس کو تکلیف پہنچنے کے بجائے، راحت اور خوشی حاصل ہوگئی یا کہیں سے مال و دولت ہاتھ آگئی یا کوئی بڑا منصب مل گیا تو اب دل میں یہ خواہش ہورہی ہے کہ یہ منصب اس سے چھن جائے، یہ مال و دولت، یہ روپیہ پیسہ کسی طرح اس سے ضائع ہوجائے چناں چہ اس کا نام حسد ہے جو ایک ایمان والے کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے، اور یہ حسد اسی غصے کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم حسد کے مرض سے بہت بچو، حسد آدمی کی نیکوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔'' (سنن ابی داوٗد)

بہر حال! جس شخص پر غصہ آرہا ہے اگر اس پر قابو چل جائے تو بھی بے شمار گناہ صادر ہوتے ہیں اور اس پر قابو نہ چلے تو بھی بے شمار گناہ اس غصے کے ذریعہ صادر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب گناہ صرف اور صرف اسی لیے ہوئے کہ اللہ کے حبیب ﷺ کے ایک حکم ''**لَا تَغْضَبْ**'' (غصہ نہ کرو) پر عمل نہیں کیا گیا۔ ع لمحے نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

غصہ کے دنیوی اور جسمانی نقصانات

تحقیق کے مطابق غصے کا آجانا انسان کے بس میں نہیں ہے، لیکن غصے کو قابو میں رکھنا اس کے بس میں ہے۔ ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق روزمرہ کی زندگی میں، خلافِ مزاج باتوں پر غصہ کرتے رہنا، مثلاً، گھر میں کوئی کام مزاج کے خلاف ہوگیا تو غصہ ... ٹریفک جام

ہونے کے وقت غصہ... دفتری امور کی انجام دہی میں ٹینشن اور دوستوں کے ساتھ بحث و تکرار، انسانی زندگی کے پانچ سے دس سال کم کردیتی ہے؛ جبکہ غصے کی وجہ سے انسان کئی امراض میں مبتلا ہوسکتا ہے، جن میں ذیابطیس اور دل کی بیماریاں شامل ہیں۔

اسٹاک ہوم کے سائنس دانوں نے طویل تحقیقات کے بعد اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ جتنا زیادہ غصہ کیا جائے گا، ہارٹ اٹیک کے خدشات میں اتنا ہی اضافہ ہوگا۔

۱۔ جرمنی کے ایک میگزین نے ان سائنس دانوں کی ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے، رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ انسان کو جب غصہ آتا ہے تو اس کا اثر اس کے پورے جسم پر پڑتا ہے۔ خاص طور پر جسم میں تناؤ ہوتا ہے، پورا جسم تشنج اور تناؤ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ مٹھیاں بھنچ جاتی ہیں اور دانت کٹکٹانے لگتے ہیں، ان سب باتوں کا اثر دل پر پڑتا ہے، اس کے باعث ہارٹ اٹیک ہونے کے خدشات میں پندرہ فی صد کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ (اسلام اور صحت)

۲۔ ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ نفسیاتی اعتبار سے غصہ یرقان پیدا کرتا ہے۔

۳۔ اس سے پیٹ میں السر یا گیس کی بیماری ہوجاتی ہے۔

۴۔ خون میں کولسٹرول کی سطح بڑھ جاتی ہے۔

۵۔ ذہنی تناؤ، ہائپر ٹینشن ہوجاتا ہے۔

۶۔ خون کی نالیوں میں رکاوٹ آجاتی ہے۔

۷۔ غصہ سے آنتوں پر بھی خراب اثر پہنچتا ہے۔

۸۔ انسان کے جسم میں بیماریوں سے لڑنے والے جراثیم کم ہوجاتے ہیں۔

۹۔ غصہ کی وجہ سے درد بڑھ جاتا ہے اور بیماری زیادہ ہوجاتی ہے۔

۱۰۔ غم اور غصہ کی وجہ سے بسا اوقات دماغ کی رگ پھٹ جاتی ہے اور انسان مرجاتا ہے۔

۱۱۔ سائی نس اور سر کا درد اور بڑھ جاتا ہے۔

۱۲۔ غصہ، بدن کے پٹھوں کی قوت کو نقصان پہنچاتا ہے۔
۱۳۔ غصہ کی وجہ سے کبھی انسان کی یادداشت ختم ہوجاتی ہے، اور بے ہوش ہوجاتا ہے۔
۱۴۔ غصہ سے فالج کا بھی خطرہ رہتا ہے۔
۱۵۔ غصہ غور وفکر کی قوت کو ختم کر دیتا ہے۔

غصے کی حالت میں ہاضمے کا عمل رک جاتا ہے۔غصہ بدن میں زہر پیدا کرتا ہے۔ ہاضمے کا عمل روک دیتا ہے۔ساتھ ہی دوسرے جسمانی افعال میں ضعف اور انتشار پیدا کرتا ہے۔ ڈاکٹر کینن نے تجربہ کے طور پر اپنی بلی کو کھانے کی کوئی چیز دی اور اس کے ہاضمے کے عمل کا ایکسرے مشین پر مشاہدہ کیا۔ اس کام کی عادی بلی آرام سے بیٹھی میاؤں میاؤں کرتی رہی۔ اس کا معدہ بغیر کسی رکاوٹ کے قدرتی طریقے سے خوراک ہضم کرنے لگا۔اسی دوران ڈاکٹر کینن نے بلی کی دم کو دبایا، وہ غصے میں آگئی، اس نے آواز نکالنی بند کردی اور ساتھ اس کے معدے نے کام کرنا بند کردیا۔ پھر غصہ دور ہوتے ہی ہاضمے کا عمل دوبارہ شروع ہوگیا۔

اس نوع کے تجربات سے یہ حقیقت آشکارہ ہوتی ہے کہ ذہن، تشویش، رنج، غصے، نفرت اور حسد میں ہو تو معدے کے علاوہ بدن کے تمام اعضا میں بھی ابتری پیدا ہوجاتی ہے۔ جب کہ امید، ایمان، مخلوقِ خدا سے محبت اور ان کی خدمت اور دل جوئی اور ہر بات کے روشن پہلو پر نگاہ رکھنے سے ذہن پُرسکون اور جسم صحت مند رہتا ہے۔

(مستفاد مثالی نوجوان، ۲۶۹ تعلیماتِ نبوی اور جدید علم نفسیات ص ۵۰۰)

۞ ڈاکٹر کامران مرزا کا کہنا ہے کہ غم وغصہ میں چہرے کی ہیئت کو بار بار بدلنے سے انسان کی صورت بدل جاتی ہے۔ وہ بدصورت ہوجاتا ہے۔خدوخال میں تبدیلی آجاتی ہے۔ (مستفاد مثالی نوجوان ص ۲۷۷)

مذکورہ بالا تفصیلات سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اخلاقی بیماریوں میں ''غصہ'' وہ

مہلک مرض ہے جس سے دین و دنیا کی بے شمار ہلاکتیں اور تباہیاں وجود میں آتی ہیں۔ اگر ان کا تجزیہ کریں تو اندازہ ہوگا کہ ہمارے گھر اور معاشرے کی اکثر برائیاں ''غصے'' کی مرہونِ منت ہیں۔ ہر گھر کے جھگڑے کی وجہ معلوم کیجیے، ہر تباہی کا سبب سوچیے تو سب کا جواب یہی ملے گا؛ غصہ... غصہ... اور صرف غصہ۔

گھر کیوں برباد ہوا؟ بات بات پر شوہر کے غصہ کی وجہ سے
طلاق کی نوبت کیوں آئی؟ شوہر کے غصہ اور بیوی کے جواب کی وجہ سے
قتل کیوں ہوا؟ قاتل کے غصے میں آپے سے باہر آنے کی وجہ سے
قاتل جیل میں کیوں پڑا ہوا ہے؟ غصہ میں آکر قتل کرنے کی وجہ سے
قاتل کی معصوم اولاد کیوں برباد ہوگئی؟ باپ کے غصہ ضبط نہ کرنے کی وجہ سے
دو دوستوں میں دشمنی کیوں ہوگئی؟ غلط فہمی کے سبب غصہ کرنے کی وجہ سے
خون میں السر کیوں ہوا؟ بات بات میں غصہ کرنے کی وجہ سے
ذہنی تناؤ سے نجات کیوں نہیں ملتی؟ غصہ پر کنٹرول نہ کرنے کی وجہ سے
خون کی نالیوں میں تناؤ کیوں ہے؟ زیادہ غصہ کرنے کی وجہ سے
دل کی بیماریاں کیوں پیدا ہوئیں؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
آنتیں کیوں خراب ہوگئیں؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
قوّتِ برداشت کیوں جواب دے گئی؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
سائی نس کیوں نہیں جاتا؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
پُٹھوں کو کیوں نقصان پہنچا؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
یادداشت کیوں زائل ہوگئی؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
فالج کا اٹیک کیوں ہوا؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
غور وفکر کی قوت کیسے ختم ہوگئی؟ غصہ کرنے کی وجہ سے

ہارٹ اٹیک کیوں ہوگیا؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
حسد کی آگ دل میں کیوں لگی ہے؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
تکبر کیوں بڑھا ہوا ہے؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
بغض کی گندگی دل میں کیوں موجود ہے؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
غیبت کیوں کی جاتی ہے؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
ایمان والے کو گالی کیوں دی جاتی ہے؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
حتیٰ کہ مومن کا قتل کیوں کیا گیا؟ غصہ کرنے کی وجہ سے
اور دنیا و آخرت کی یہ ساری تباہیاں کیوں وجود میں آئیں؟
اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک حکم نہ ماننے کی وجہ سے۔
وہ حکم کیا ہے؟ ''لَا تَغْضَبْ'' ''غصہ نہ کرو۔''

اب بقول حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحبؒ کے کہ انسان یا تو'' اسی طرح غصہ کیے جائے، اور اس پر جو دینی اور دنیوی مفاسد مرتب ہوں ان پر راضی رہے یا..... دوسری صورت یہ ہے کہ غصہ ہی کو ضبط کرلیا جائے؛ اگر چہ اس میں تکلیف ہوتی ہے، مگر یہ تکلیف بہت سی تکلیفوں کے لیے ڈھال بن جاتی ہے۔'' (مستفاد غصہ اور اس کا علاج ص ۳)

....

غصہ کرنے والے کا ہرگز جواب مت دو!
اس لیے کہ غصے کے جنون میں جو کچھ آپس میں کہا سنا جاتا ہے؛
ہوش کی حالت میں اس کا بدلہ لیا جاتا ہے۔

بابِ چہارم: غصے کا علاج

غصے کا نبوی علاج

اب جب کہ یہ ظاہر ہو گیا کہ غصہ کے دنیوی اور اخروی تباہیاں بے شمار ہیں، اور بیشتر گھریلو اور معاشرتی پریشانیاں اور دینی تباہیاں اسی کے سبب پیدا ہوتی ہیں؛ تو ہر سلیم الفطرت انسان کو عموماً..... اور ہر مسلمان کو خصوصاً یہ جاننے کی کوشش ہونی چاہیے کہ اس مہلک مرض کا علاج کیا ہے؟ اور وہ کیا تدابیر ہیں جن کو اختیار کر کے اس کی ہلاکت سے بچا جا سکتا ہے؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں جو تفصیلی ہدایات دی ہیں اور بچنے کی جو تدبیریں بتلائی ہیں، ان کو معلوم کر کے اہتمام کے ساتھ ان پر عمل کیا جائے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مہلک مرض کا کیا علاج تجویز فرمایا ہے:

۞ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ شیطان کے اثر سے ہوتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے۔ لہٰذا جب کسی کو غصہ آئے تو اسے وضو کر لینا چاہیے۔ (ابوداؤد)

۞ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ۔''

''تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو اس کو خاموش رہنا چاہیے۔'' (مسند احمد)

۞ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ (ابوداؤد)

۞ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی سَلْمَانَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ! اَوْصِنِیْ، قَالَ لَا تَغْضَبْ. قَالَ لَا اَقْدِرُ، قَالَ فَاِنْ غَضِبْتَ فَاَمْسِكْ لِسَانَكَ وَيَدَكَ۔

ترجمہ: ایک شخص حضرت سلمان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، اور کہنے لگا:

اے اللہ کے بندے! مجھے کوئی اچھی بات بتلایئے، حضرت سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، غصہ نہ کیا کرو، اس شخص نے کہا کہ میں غصہ نہ کرنے پر قادر نہیں ہوں، اور میں غصے سے مغلوب ہو جاتا ہوں۔ حضرت سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ایسی بات ہے تو جب غصہ آئے تو اپنی زبان اور ہاتھ کو قابو میں رکھا کرو۔ (پریشان رہنا چھوڑ دیجیے۔ص ۱۵۷)

غصے کا ایک اہم علاج صحبتِ صالح

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کے نتیجے میں صحابۂ کرامؓ کے اخلاق کو معتدل بنا دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا، اس طرح کہ صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے آپ کو اصلاح کے لیے پیش کیا، اور یہ تہیہ کر لیا کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنیں گے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرتا ہوا دیکھیں گے؛ اپنی زندگی میں اس کی اتباع کریں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات مانیں گے۔ اب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایک صحابی کو دیکھ رہے ہیں، تمام صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہیں، ان کے حالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہیں۔

بعض اوقات خود صحابہء کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے حالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آکر بیان کرتے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے دل میں اس کام کا خیال پیدا ہوا، میرے دل میں اس کام کا جذبہ پیدا ہوا، اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ تم فلاں کام اس حد تک کر سکتے ہو، اس سے آگے نہیں کر سکتے۔ چناں چہ رفتہ رفتہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم اور تربیت کے نتیجے میں یہ ہوا کہ وہ اخلاق جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے تھے وہ صحابۂ کرامؓ میں منتقل ہو گئے۔

چناں چہ زمانہ جاہلیت میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی قوم ایسی قوم تھی جس کا غصہ حد سے گزرا ہوا تھا۔ ذرا سی بات میں آپس میں جنگ چھڑ جاتی اور بعض اوقات چالیس چالیس

سال تک وہ جنگ جاری رہتی، لیکن جب وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ایسے موم بن گئے کہ پھر جب ان کو غصہ آتا تو صحیح جگہ پر آتا، اور حد کے اندر رہتا، جتنا غصہ آنا چاہیے، اتنا ہی غصہ آتا، اس سے آگے نہیں بڑھتا۔..... پھر یہی طریقہ صحابہء کرام نے اپنے شاگردوں یعنی تابعین کے ساتھ اور تابعین نے اپنے شاگردوں یعنی تبعِ تابعین کے ساتھ برتا۔ چناں چہ ان کے اندر بھی وہ صفات منتقل ہوگئیں۔ اسی لیے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے، حصول تقویٰ کے لیے صادقین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ۔

یعنی اپنے اخلاق کو درست کرنا چاہتے ہو تو ان کی صحبت اختیار کرو، جن کے اخلاق درست ہیں، اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو اللہ والے ہیں، جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہو، آخرت کی فکر ہو، جن کے اخلاق مجلّٰی و مصفّٰی ہو چکے ہوں۔

(اسلام اور ہماری زندگی ج۹ ص ۲۵)

میں نے حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کے بارے میں کہیں پڑھا ہے کہ ان سے کسی نے یہ شکایت کی کہ مجھے غصہ بہت آتا ہے اور میں اسے کنٹرول نہیں کر پاتا، حضرت نے اس کو ایک بزرگ کا نام بتلایا کہ فلاں کی صحبت میں جا کر بیٹھا کرو، اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب وہ شخص حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا، حضرت! میرے غصے میں تو بالکل اعتدال آگیا، حالاں کہ میں نے ان بزرگ سے نہ غصہ کا علاج معلوم کیا اور نہ انھوں نے مجھے اس سلسلے میں کوئی علاج یا وظیفہ بتلایا۔ حضرت نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ بہت حلیم الطبع ہیں، یعنی ان کے مزاج میں غصہ ضبط کرنا اور برداشت کرنے کا مادہ بہت زیادہ ہے۔ یہ اسی کی برکت ہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ حدیث پاک کے مفہوم میں یہ بات ملتی ہے کہ اونٹوں کے چرانے والوں میں سختی اور بکریوں کے چرانے والوں میں نرمی ہوتی ہے۔ تو جب جانوروں کی صحبت کا اثر ہوتا ہے تو

اللہ والوں کی صحبت کا اثر کیوں نہیں ہوگا۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ کسی اللہ والے کی صحبت میں ایک لمحہ بھی رہنا ہزاروں سال کی اخلاص والی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں اخلاق درست ہوتے ہیں اور یہ اخلاق کی درستگی اعمال کی حفاظت کا سبب ہوتی ہے۔ اگر اعمال بہت ہوں اور اخلاق میں کمی ہوتو ایک بداخلاقی کا وبال ایسا ہے کہ بڑے بڑے اعمال کی نیکی کو ضائع اور برباد کردیتا ہے۔

غصہ دور کرنے کی مزید تدبیریں

علماء نے غصہ دور کرنے کی دو تدبیریں لکھی ہیں:

(۱) علمی (۲) عملی

۞ علمی علاج یہ ہے کہ جس کام کے بگڑنے پر تمہیں غصہ آرہا ہے، اس کے بارے میں سوچو کہ یہ کام اللہ کے ارادے سے ہوا ہے کہ نہیں؟ اور یقیناً دنیا کا ہر کام اللہ ہی کی مرضی اور اس کے ارادے سے ہوتا ہے؛ پھر مطلب یہ ہوا کہ تم اس لیے ناراض ہورہے ہو کہ یہ کام اللہ کے منشا کے مطابق کیسے ہوگیا! یہ تو تمہارے منشا کے مطابق ہونا چاہیے تھا۔اب تم خود بتاؤ کہ ایسا سوچنا جہالت ہے یا نہیں! کیا اللہ تعالیٰ کے ارادے کو اپنے ارادے کے تابع بنانا چاہتے ہو؟ یادرکھو! اللہ کے ارادے کے بغیر ایک ذرہ ہل نہیں سکتا، اور ہماری کیا حیثیت، کہ ہم اللہ کے فیصلے پر اپنی ناگواری کا اظہار کریں۔

۞ اسی طرح یہ سوچو کہ جب ''ایمانِ مفصّل'' کے کلمہ میں، تم نے یہ اقرار کیا ہے کہ:

''جو کچھ بھلا یا بُرا پیش آتا ہے، وہ سب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے''

تو میرا یہ غصہ کرنا ایمانی اقرار کے خلاف ہے، اور کلمۂ ایمان کے زبانی اقرار کے بعد، عملاً اس کے خلاف کام کرنا، کسی سچے مومن کا شیوہ نہیں ہوسکتا۔اسی کو ''عملی نفاق'' کہتے ہیں۔تو یہ سوچو کہ تمہارا یہ غصہ کہیں عملی نفاق تو نہیں ہے!

۞ ایک علمی علاج یہ بھی بیان کیا ہے کہ غصہ کے وقت یہ سوچیں کہ میرا اس شخص پر کیا حق ہے؟..... اور اللہ کا مجھ پر کیا حق ہے؟..... پھر اللہ کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے؟..... اور میں اس کے ساتھ کیا معاملہ کر رہا ہوں؟

ظاہر ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے، تم نہ اس کے خالق ہو اور نہ رازق... اور نہ تم نے اس کو حیات دی ہے اور نہ اس کی موت کے مالک ہو، اور اللہ تعالیٰ کے تم پر ہر طرح کے حقوق ہیں؛ وہی تمہارا خالق و رازق بھی ہے اور موت و حیات کا مالک بھی، تم ہر طرح سے اس کے محکوم و مملوک اور احسان مند ہو، اور ان تمام کے باوجود تم صبح سے شام تک اس کی درجنوں نافرمانیاں کرتے ہو اور اُن تمام کے باوجود تمہارے تمام جرموں کو برداشت کر جاتا ہے۔ تو کیا تمہیں بھی ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ اس کے بندوں کے ساتھ درگذر کا معاملہ کرو!

۞ پھر اپنے نفس سے پوچھو کہ کیا تمہاری اطاعت و رضا مندی خدا کی عبادت اور فرماں برداری سے بھی زیادہ ضروری ہے؟..... وہ تو تمہاری درجنوں نافرمانیوں کو روزانہ معاف کرتا ہے اور تمہارا حال یہ ہے کہ ذرا سی طبیعت کے خلاف بات پر غصے میں آپے سے باہر ہو جاتے ہو، اور جو جی میں آئے کر گذرنے کے لیے تیار رہتے ہو!

۞ غصہ کے وقت یہ سوچنا بھی غصہ کو زائل کر دیتا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے، اور اس پر کوئی غصہ کرے تو میں یہ چاہوں گا کہ مجھے معاف کر دیا جائے، لہٰذا مجھے بھی چاہیے کہ اس شخص کو معاف کر دوں۔ اور سوچے کہ یہ شخص تو میرا اتنا خطاوار نہیں ہوگا، جتنا کہ میں اللہ تعالیٰ کا گنہ گار ہوں، اور جب میں اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواہش مند ہوں تو اسے کیوں نہ معاف کروں۔

۞ اسی طرح جب آپ کو غصہ آئے تو اپنی جگہ سے ہٹ جائیے، اور اپنے ذہن کو کسی دوسرے کام کی طرف لگا دیجیے، جب تک کہ غصہ بالکل ختم نہ ہو جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اس تدبیر سے آپ غصہ کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

۞ ایک تدبیر یہ ہے کہ اپنے عیوب پر دھیان کیجیے اور سوچیے کہ میں سب سے بدتر اور برا ہوں، اس سے کبر کی جڑ کٹے گی، اور غصہ زائل ہوگا، کیوں کہ غصہ کا سبب کبر ہی ہوتا ہے۔

۞ اگر کسی سے عداوت ہوگئی ہو اور بار بار غصہ کے جذبات ابھرتے ہوں تو آپ اس بات کا اہتمام کرلیں تو بہت فائدہ ہوگا کہ اس کو کچھ نہ کچھ ہدیہ دیا کریں، چاہے بہت ہی کم مقدار میں کیوں نہ ہو۔

۞ غصہ کے وحشیانہ جذبات پر قابو کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جس طرح تو ہمیں اور سارے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا کرتا ہے، اسی طرح ہمیں غصے پر قابو پانے کی توفیق عطا فرما۔

۞ غصہ کو قابو میں رکھنے کی ایک تدبیر یہ ہے کہ آپ ان چیزوں کی فہرست بنالیں جن کو دیکھ کر یا سُن کر آپ کو غصہ آجاتا ہے یا آپ چڑ جاتے ہیں۔ کوئی چیز آپ کے لیے خواہ کتنی ہی گھٹیا اور باعثِ شرم کیوں نہ ہو اسے فہرست میں ضرور شامل کرلیں۔ اس فہرست بنانے کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ اپنے دشمن کی گھات سے باخبر ہوجائیں گے، اور غصہ سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ (مستفاد از پریشان رہنا چھوڑ دیجیے، ص ۱۵۹)

۞ جب غصہ آجائے تو یہ سوچیے کہ شیطان اپنی ٹولی کے ساتھ ہم پر حملہ کرنا چاہتا ہے، اس لیے جس پر غصہ آیا ہے اس پر غصہ کرنے کے بجائے، اللہ کو تعالیٰ کو پکاریے، کہ اے اللہ! شیطان مجھ پر حملہ آور ہو چکا ہے، آپ مجھے اس کے شر سے بچائیے، اور اسی کو دو تین دفعہ مانگ لیجیے، ان شاء اللہ غصہ اور شیطان کے شر سے آپ کی حفاظت ہوگی۔

ان تدابیر میں سے جو تدبیر آپ کے لیے سہل اور آسان ہو، اس کو اختیار کرنا شروع کیجیے، ان شاء اللہ بہت جلد اس مہلک مرض سے آپ کو نجات مل جائے گی۔

تربیت اور اصلاح کے لیے غصہ کیسے کریں؟

بعض مرتبہ تربیت اور اصلاح کی غرض سے ماتحتوں، شاگردوں اور مریدین پر غصہ کرنے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے، اسی لیے کہیں غصہ کرنا واجب ہوتا ہے اور کہیں جائز بھی۔ مگر غصہ کو نافذ کرنے کا صحیح علم نہ ہو تو انسان حد سے تجاوز کر جاتا ہے اور ایک برائی دوٗر کرنے کی کوشش میں دوسری کئی تباہیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بوقتِ ضرورت غصہ کو کیسے نافذ کیا جائے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اس سلسلے میں حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں:

''میں غصہ کے بارے میں ایک گُر بتلاتا ہوں جو عملی علاج بھی ہے اور دستور العمل بنانے کے لائق بھی؛ وہ یہ کہ غصہ آتے ہی فوراً نافذ کرنا شروع نہ کردے۔ ذرا ٹھہر جائے، اور جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے، یا خود وہاں سے ہٹ جائے، جب جوش جاتا رہے اس کے بعد فیصلہ کرے کہ اس شخص کو کیا سزا دی جائے۔ مگر اس فیصلہ کے لئے علم دین کی ضرورت ہوگی، وہ بتلائے گا کہ یہ موقع غصہ کرنے کا ہے یا نہیں؟ پھر موقع ہونے پر سزا کتنی ہونی چاہیے؟ اس کے بعد جو کچھ فیصلہ ہوگا وہ بجا ہوگا، اور ان سب باتوں کا فیصلہ سکون کی حالت میں کرے، غصہ میں نہ کرے؛ کیوں کہ حدیث میں ہے۔

لَایَقْضِیِ الْقَاضِیْ وَھُوَ غَضْبَانُ ۔ (ابن ماجہ)

بل کہ خوب سوچے اور معاملہ پر نظر ثانی بھی کرے۔ یہاں بھی علم دین کی ضرورت ہوگی۔ جب غصہ آئے تو یہ بھی سوچیں کہ آیا یہاں سزا دینا واجب ہے یا جائز؟ اگر واجب ہو تو اس آیت پر عمل کرے:

وَلَا تَاْخُذْ کُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ کہ اس پر شفقت غالب نہ آنی چاہیے پس اگر شرعاً سزا واجب ہو تو سزا دینا واجب ہے۔ شیخ شیرازی فرماتے ہیں۔

بے حکم شرع آب خوردن خطاست　　وگر خوں بفتویٰ بریزی رواست

کہ حکمِ شریعت کے خلاف پانی پینا بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر شریعت اجازت دیدے تو قتل کردینا بھی درست ہے۔

اور یہ اس صورت میں ہے جب سزا دینا اپنا حق نہ ہو بل کہ اللہ کا حق ہو۔ اگر اپنا حق ہو کہ کسی نے ہمارا نقصان کیا تھا یا ہماری نافرمانی کی تھی تو اس وقت کامل درجہ اتباع ہدیٰ کا یہ ہے:

فَمَنْ عَفٰی وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللہِ۔

یعنی اپنا حق معاف کردے، گو یہ بھی جائز ہے کہ بدلہ لے لے۔ لیکن اگر معاف کردے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اور معاف کرنا چونکہ نفس پر شاق ہے اس کے لئے بعض مراقبات کی بھی ضرورت ہے مثلاً یہ سوچے کہ ''اے نفس کیا تو مجرم نہیں ہے!

پھر یہ کہے کہ ''جتنی تجھ کو اس پر قدرت ہے خدا تعالیٰ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت ہے۔

پھر یہ سوچے کہ تو اپنے جرم کے لئے کیا چاہتا ہے معافی چاہتا ہے یا سزا؟ یقیناً معافی چاہتا ہے تو جیسے تو اپنے لئے معافی چاہتا ہے اسی طرح تجھ کو دوسروں کے لئے بھی معافی کو پسند کرنا چاہیے۔ اور یہ بھی سوچے کہ اگر تو خطا معاف کردے گا تو حق تعالیٰ تیری خطا معاف کردیں گے۔'' (وعظ الھویٰ، آداب انسانیت)

غصہ دور کرنے کی دعائیں اور اذکار

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جب غصہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ناک کو ہلاتے اور فرماتے اے عویش! یہ دعا پڑھو: اَللّٰھُمَّ رَبَّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَ اَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ۔ (عمل الیوم واللیلۃ)

ترجمہ: اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کے رب! میرے گناہ کو معاف کردیں، میرے دل کے غصہ کو دور کردیں۔ اور گم راہ کرنے والے فتنوں سے میری حفاظت فرمائیں۔

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دو آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گالی گلوچ کررہے تھے ان میں کا ایک، غصے میں آ گیا، اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگیں پھول گئیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اس کی یہ کیفیت دور ہو جائے، وہ کلمہ ہے:

"اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں (صحیح بخاری)

حصنِ حصین میں لکھا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا نام الرَّءُوْفُ کا ورد رکھے، ان شاء اللہ مخلوق اس پر مہربان ہو جائے گی، اور وہ مخلوق پر مہربان ہو جائے۔ اور جو شخص دس مرتبہ درود شریف اور دس مرتبہ اس نام کو پڑھے تو ان شاء اللہ اس کا غصہ دوُر ہو جائے گا اور دوسرے غضبناک شخص پر دم کردے تو اس کا غصہ بھی دفع ہو جائے گا۔ حصنِ حصین ص ۵۵)

غصہ کرنے والے کے ساتھ برتاؤ

اگر کسی شخص کو غصہ آ جائے تو اس کو جواب دے کر یا دباؤ ڈال کر خاموش کرنے کی کوشش عموماً ناکام ثابت ہوتی ہے۔ غصہ کی حالت میں حواس نہایت تیز ہو جاتے ہیں۔ ہر بات کا صحیح یا غلط جواب فوراً دیا جاتا ہے۔ گزرے ہوئے دنوں کے واقعات بہت تیزی کے ساتھ شیطان اس کے سامنے پیش کرتا ہے، اسی وجہ سے عام طور سے ایسا ہی ہوتا ہے کہ جواب دینے کی صورت میں غصہ سرد پڑنے کے بجائے اور زیادہ بھڑک جاتا ہے، اور حالت یہ ہو جاتی ہے کہ ع مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

اسی لیے علامہ جوزیؒ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ غصے میں نامناسب باتیں بکنے لگا ہے تو تم کو چاہیے کہ اس کی باتوں کا کچھ لحاظ نہ کرو، اور ان باتوں کی وجہ سے اس کا مواخذہ بھی نہ کرو، کیوں کہ اس کی حالت نشہ میں مست آدمی کی طرح ہو گئی ہے، اب جو کچھ اس کی

زبان پر آرہا ہے؛اس کو اس کی خبر نہیں ہے۔اب تم کو یہ چاہیے کہ اس کے اُبال پر صبر سے کام لو، اور اس کی باتوں کو کچھ اہمیت مت دو، کیوں کہ اس پر شیطان غالب آچکا ہے،طبیعت میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور عقل روپوش ہو گئی ہے۔

اور اگر تم بھی اس پر غصہ کرنے لگے یا اس کے برتاؤ کے مطابق جواب دینے لگے،تو تمہاری مثال اس عقل مند کی طرح ہوجائے گی جو کسی پاگل کے منہ لگے، یا اس صحت مند کی طرح ہوگی جو کسی بے ہوش پر غصہ کرے،لہذا قصور تمہارا ہی ہوگا۔

تم کو تو چاہیے کہ اس پر ترس کھاؤ، اور یہ دیکھو کہ اس پر تقدیر کا فیصلہ کیسے غالب آیا ہے، اور وہ طبیعت اور نفس کھلونا بن گیا ہے۔اور اس کا یقین رکھو کہ جب ہوش میں آئے گا تو اپنے الفاظ اور برتاؤ پر انتہائی شرمندہ ہوگا، اور تمہارے صبر کی قدر کرے گا۔اور اس پر ترس کھانے کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اس کو اتنی دیر کے لیے چھوڑ دو، جس میں وہ راحت پا جائے،یعنی جو کچھ بک رہا ہے اس کو کہہ لینے دو یہاں تک کہ اس کا غصہ اتر جائے۔

باپ کے غصہ کے وقت بھی بیٹے کو، اور شوہر کے غصہ کے وقت بیوی کو ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے، کہ جو کچھ بھی کہے، کہہ لینے دیا جائے، تاکہ بھڑاس نکل جائے، اس کو کچھ اہمیت نہ دی جائے، پھر دیکھنا، جلد ہی وہ شرمندہ ہو کر معذرت کرے گا۔

اور اگر اس کی حالت اور گفتگو کا مقابلہ کیا گیا تو دشمنی جگہ پائے گی، پھر جو کچھ نشہ میں ہوا تھا اس پر ہوش کی حالت میں بدلہ لیا جائے گا۔

اس بات کو خوب سمجھ لو، کیوں کہ اکثر لوگ اس معاملہ میں صحیح طریقہ سے ہٹے ہوئے ہیں، جب کسی مبتلائے غضب کو دیکھتے ہیں تو جو کچھ وہ کہتا یا کرتا ہے اس کا جواب دینے لگتے ہیں، حالاں کہ یہ عقل اور حکمت کے تقاضے کے خلاف ہے۔حکمت کا تقاضہ وہی ہے جو میں نے ذکر کیا۔ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ۔ اس کو تو صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(مجالسِ جوزیہ، دل کی دنیا ص ۸۷، ۸۸)

باب پنجم: غصہ ضبط کرنے کے واقعات

غصے پر قابو پانے والوں کے چند واقعات

سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں بے شمار ایسے واقعات ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے شیدائیوں نے عین غصے کے موقع پر، غصہ کی آگ کو بڑھنے سے روکا، غصہ کے غلط جذبے کو بروقت لگام دیا اور حلم و بردباری کا مظاہرہ کیا۔ چند واقعات بطورِ عبرت پیش کرتے ہیں۔

نبی ﷺ پر جادو کرنے والے کے ساتھ آپ کا برتاؤ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور ﷺ پر جادو کیا تھا، جس کی وجہ سے نبی پاک ﷺ چند دن بیمار رہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ جادو کے اثر سے آپ ﷺ کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ آپ بیویوں کے پاس گئے ہوں حالاں کہ ایسا نہیں ہوتا۔ حضرت سفیانؒ کہتے ہیں کہ جادو کا سب سے سخت اثر یہی ہوتا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے، اس نے بالوں میں گرہیں لگا کر فلاں کنویں میں ڈالا ہے، آپ (ﷺ) آدمی بھیج کر اُسے منگوالیں، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا، وہ نکال کر لائے، حضورِ اکرم ﷺ نے اُن گرہوں کو کھولا تو ٹھیک ہوکر ایسے کھڑے ہوگئے جیسے کسی بندھن سے نکلیں ہوں۔ مگر آپ ﷺ نے نہ تو یہ بات آخری دم تک اُس یہودی کو بتلائی اور نہ اس کا کوئی ناگوار اثر چہرے پر کبھی ظاہر ہوا۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ دوم صفحہ ۶۹۰)

ایک دیہاتی کی گستاخی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسنِ سلوک

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن پر ایک نجرانی چادر تھی، اُس کے کنارے سخت اور کھردرے تھے۔ اچانک ایک دیہاتی آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پکڑ کر زور سے کھینچا، میں نے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن کے ظاہری حصہ کو دیکھا، اس پر چادر کو زور سے کھینچنے سے خراش آگئی تھی، پھر اس دیہاتی نے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے اُس مال میں سے دیئے جانے کا حکم کیجئے جو آپ کے پاس ہے۔ اُس شخص کی اس سخت گستاخی کے باوجود، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور اسے ہدیہ دینے کا حکم فرما دیا۔

(الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۴۱۹)

حضرت ابوبکرؓ کے غصہ پر، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا جواب نہ دینا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آ رہا تھا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ جب وہ آدمی بہت زیادہ برا بھلا کہنے لگا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس کی کسی بات کا جواب دے دیا۔ جس سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو کر وہاں سے چل دیے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی پیچھے پیچھے چل دیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ جب تک وہ مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا، آپ بیٹھے رہے، اور جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب دیدیا تو آپ ناراض ہو گیے؟

اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تم خاموش تھے ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا اور جب تم نے بھی جواب دے دیا تو ایک شیطان بیچ میں آگیا اور فرشتہ

چلا گیا، اور میں کسی شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔
اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر! تین باتیں بالکل سچی اور برحق ہیں:
(۱) جس بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر اس ظلم کا بدلہ نہ لے، تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی ضرور مدد فرمائیں گے۔
(۲) جو آدمی جوڑ پیدا کرنے کے لیے ہدیہ دینے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ اس کا مال خوب بڑھاتے ہیں۔
(۳) جو شخص مال بڑھانے کی نیت سے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کو کم کر دیتے ہیں۔ (ہیثمی، ج ۸، ص ۱۰۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بے جا اعتراض پر خاموشی

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک رات گشت کر رہے تھے۔ ایک گھر سے گانے کی آواز آئی، پیچھے کی دیوار سے چڑھ کر آپ اندر تشریف لے گیے تو دیکھا کہ ایک شخص ہے اس کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اے دشمنِ خدا! کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ باوجود ان معاصی کے، اللہ تعالیٰ تیری ستر پوشی فرمائے گا۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! سزا دینے میں جلدی نہ کیجئے، میں نے ایک گناہ کیا ہے اور آپ نے تین گناہ کیے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے عیب کا تجسس نہ کرو، اور آپ نے کیا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ گھروں میں دروازوں کی طرف سے آؤ، اور آپ میری مکان کی پشت کی طرف سے آئے۔ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کسی کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے نہ جاؤ، اور آپ میرے گھر میں بغیر میری اجازت کے آئے۔
اگر چہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے ان تینوں باتوں کا جواب آسان تھا، یہ تینوں حکم حاکمِ وقت کے لیے نہیں ہیں، اس لیے کہ وہ انتظامی معاملات میں تجسس بھی کر سکتا ہے، گھر کے اندر پشت

کی طرف سے بھی جا سکتا ہے، اور بغیر اجازت کے بھی۔ مگر آپ کی عادت یہ تھی کہ آپ کی ذات پر کوئی اعتراض کرتا تو غصہ کرنے کے بجائے ضبط کر جاتے تھے۔

(خلفائے راشدین، ص۱۱۶)

حضرت عثمانؓ اور ان کے غلام کا واقعہ

روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی غلطی پر غصہ ہو کر اپنے غلام کا کان مروڑ دیا تھا، پھر اس سے فرمایا کہ تم مجھ سے بدلہ لے لو، تم بھی میرا کان مروڑو۔ اس نے آپ کی بات ماننے کے لیے آپ کا کان اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا، آپ نے فرمایا کہ زور سے پکڑو اور مروڑو، میں نے زور سے مروڑا تھا، دنیا میں بدلہ ہو جانا آخرت میں بدلہ ہونے سے بہتر ہے۔ (خلفائے راشدین ۱۸۰)

سیدنا علیؓ کا ضبطِ غصہ اور کافر کا قبولِ اسلام

مروی ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ کسی کافر کو پچھاڑ کر قتل کرنے کے لیے اس کے سینے پر سوار ہو گئے، اس کو قتل کرنے ہی والے تھے کہ اس گستاخ نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ آپ کو اس کی اس حرکت پر غصہ آیا، اور فوراً ہی اُس کافر کے سینے سے اُتر گئے۔ اس نے پوچھا کہ آپ نے مجھ پر قابو تو پا لیا تھا؛ مگر قتل کیوں نہیں کیا؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ پہلے میں تجھے خالص اللہ کے لیے قتل کرنا چاہتا تھا، اس میں میرا نفس شامل نہیں تھا، مگر جب تو نے منہ پر تھوکا تو اس غصے میں نفس کا غصہ بھی شامل ہو گیا۔ اس لیے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ آپ کے اس اخلاص کو دیکھ کر وہ فوراً اسلام میں داخل ہو گیا۔ (آدابِ انسانیت ص، ۳۸)

سیدنا علی بن حسینؓ کا واقعہ

امام بیہقیؒ نے قرآن کریم کی آیت وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ الخ کی تفسیر میں سیدنا علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے کہ آپ کی ایک کنیز آپ کو وضو کرا رہی تھی کہ اچانک پانی کا برتن اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت کے بدن پر گر پڑا، کپڑے بھیگ گئے، غصہ آنا طبعی امر تھا، کنیز کو احساس ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھ دی:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ

(یعنی اللہ کے مخصوص بندے) غصہ کو پی جاتے ہیں

یہ سنتے ہی خاندانِ نبوت کے اس بزرگ کا غصہ فوراً سرد پڑ گیا، فوراً خاموش ہو گئے، اس کے بعد، باندی نے آیت کا اگلا جملہ پڑھ دیا:

وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ

یعنی وہ لوگوں معاف کر دیتے ہیں۔

تو فرمایا کہ میں نے تم کو دل سے بھی معاف کر دیا، کنیز بھی ہوشیار تھی اس نے اس کے بعد تیسرا جملہ بھی سنا دیا: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے''

اس آیت میں احسان اور حسن سلوک کی ہدایت ہے، یہ سن کر حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ جا میں نے تجھے آزاد بھی کر دیا۔ (معارف القرآن ج ۲ ص ۱۸۹)

حضرت امام اعظمؒ کا عجیب واقعہ

امام اعظم ابو حنیفہؒ ایک روز ظہر کی نماز کے بعد گھر تشریف لے گئے، بالا خانے پر آپ کا کمرہ تھا۔ آرام کے لیے بستر پر لیٹ گئے۔ اتنے میں کسی نے نیچے سے دروازے پر

دستک دی۔ آپ اندازہ کیجیے جو شخص ساری رات کا جاگا ہوا ہو، اور سارا دن مصروف رہا ہو، اس وقت اس کی کیا کیفیت ہوگی۔ ایسے وقت میں کوئی آجائے تو انسان کو کتنا ناگوار ہوتا ہے۔ لیکن امام صاحب اٹھے، زینے سے نیچے اترے، دروازہ کھولا تو دیکھا ایک صاحب کھڑے ہیں۔ امام صاحب نے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟

اس نے کہا ایک مسئلہ معلوم کرنا ہے۔

امام صاحب نے اس کو کچھ نہیں کہا، بل کہ فرمایا کہ اچھا بھائی! کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟

اس نے کہا کہ میں کیا بتاؤں؟

میں جب آرہا تھا تو مجھ کو یاد تھا کہ کیا مسئلہ معلوم کرنا ہے؟ لیکن اب میں بھول گیا، یاد نہیں رہا کہ کیا مسئلہ پوچھنا تھا؟

امام صاحبؒ نے فرمایا کہ اچھا یاد آجائے تو پھر پوچھ لینا۔ اور آپ خاموشی سے اوپر چلے گیے۔ ابھی جا کر بستر پر لیٹے ہی تھے کہ دوبارہ دستک ہوئی، امام صاحب پھر بالا خانے سے نیچے تشریف لائے، دیکھا تو وہی صاحب کھڑے ہیں، امام صاحب نے پوچھا کہ ہاں بھائی! مسئلہ یاد آگیا؟

انھوں نے کہا کہ امام صاحب! معاف کیجیے، مسئلہ تو یاد آگیا تھا؛ مگر آپ کے آدھی سیڑھی تک آتے ہی نہ جانے کیوں میں پھر اچانک بھول گیا۔ اب اگر ایک عام آدمی ہوتا تو اس کے غصہ کا کیا عالم ہوتا۔ مگر امام صاحب تو صبر وحلم اور بردباری کے پہاڑ تھے، آپ نے کہا کہ اچھا جب یاد آجائے تو پوچھ لینا۔ اور پھر جا کر امام صاحب بستر پر لیٹ گیے، پھر تیسری مرتبہ اس شخص نے دستک دی تو امام صاحب نیچے اترے، وہ آدمی کچھ سہما ہوا بھی تھا، امام صاحب نے خود پوچھا، ہاں بھئی! مسئلہ یاد آگیا؟ اس نے کہا جی ہاں، مسئلہ یہ ہے کہ انسان کے پاخانے کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے یا کڑوا؟

امام صاحب نے کہا جب تازہ ہوتا ہے تو اس میں کچھ مٹھاس ہوتی ہے اور جب سوکھ جائے

تو اس کا ذائقہ کڑوا ہو جاتا ہے۔
اس شخص نے کہا...... کیا آپ نے کبھی چکھ کر دیکھا ہے؟
امام صاحب نے فرمایا کہ ہر بات کا علم ذاتی تجربے سے ہی نہیں ہوتا؛ بل کہ بعض چیزوں کا علم، عقل سے بھی حاصل کیا جاتا ہے۔ جب پاخانہ تازہ ہوتا ہے تو اس پر مکھیاں بیٹھتی ہیں، اور جب سوکھ جاتا ہے تو نہیں بیٹھتیں، معلوم ہوا کہ دونوں میں فرق ہے ورنہ دونوں پر بیٹھتیں۔
امام صاحب کا جواب سن کر، اس آدمی نے کہا امام صاحب!، مجھے معاف کیجیے، میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں، میں نے آپ کو بہت ستایا، لیکن آپ نے مجھے ہرا دیا۔
امام صاحب نے کہا وہ کیسے؟ اس نے کہا کہ دراصل ایک دوست سے میری بحث ہو رہی تھی کہ اس وقت علما کے اندر حلم و بردباری کس کے اندر سب سے زیادہ ہے؟ میرا کہنا تھا کہ حضرت سفیانؒ کے اندر، جبکہ میرے دوست کی رائے آپ کے بارے میں تھی۔ ہم دونوں کے درمیان اسی بات پر بحث آگے بڑھ گئی تو میں نے جانچنے کے لیے یہ تدبیر اختیار کی، آپ کو بار بار آرام کے وقت میں زحمت دیکر ایک بے ہودہ سوال کیا اور آپ کو مشتعل کرنے کی کوشش کی۔ میں نے سوچا کہ آپ کو کسی طرح غصہ دلا دوں تا کہ میں جیت جاؤں، مگر آج آپنے مجھے ہرا دیا، اور میں آج کے بعد سے قائل ہو گیا کہ اس روئے زمین پر آپ سے زیادہ حلیم، بردبار اور اپنے غصے پر قابو رکھنے والا آپ سے زیادہ کوئی نہیں۔

(مثالی نوجوان ص ۲۷۷)

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کا ایک اور واقعہ

امام ابو حنیفہؒ کی والد محترم کے انتقال کے بعد ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ سنا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے، اور یہ بھی سنا ہے کہ آپ کی والدہ کافی حسین وجمیل بھی ہیں۔ میری خواہش ہے کہ آپ ان سے میرا نکاح کر دیجئے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ میری والدہ بالغہ اور ثیبہ ہیں، میں ان سے پوچھتا ہوں، اگر وہ راضی ہوجائیں تو مجھے کوئی انکار نہیں؟

اس نے کہا.... تو پھر گھر میں جا کر فوراً ہی پوچھ لیجئے۔

اس کی اس حرکت پر آپ کو جس قدر بھی اس پر غصہ آتا وہ کم تھا۔ مگر، صبر کا گھونٹ پیتے ہوئے، امام صاحب جیسے ہی اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے، وہ شخص وہیں گرا اور بے ہوش ہوگیا۔ لوگ دوڑے اور اس کو اٹھایا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکا ہے۔ امام صاحب سے کسی نے پوچھا کہ کیا ہوگیا؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے صبر نے قتل کر ڈالا۔

اس شخص کا نکاح کرنے کا ارادہ نہیں تھا بلکہ وہ امام صاحبؒ کا مذاق اڑانا چاہتا تھا۔ کیا انتہا ہے اس حلم اور ضبط کی مگر یہ حضرات جتنا حلم کرتے ہیں؛ اتنا ہی خدائے تعالیٰ ان کی طرف سے انتقام لیتے ہیں۔

سچ ہے کہ جو شخص اللہ کے کسی ولی سے عداوت اور دشمنی رکھتا ہے؛ اللہ تعالیٰ اس سے اعلانِ جنگ کرتے ہیں۔ (الہویٰ والہدیٰ ص ۹۲)

حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ کا غصہ ضبط کرنا

مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ، نصیحت کرنے میں تیز مشہور تھے۔ وعظ و بیان کے دوران انداز میں کافی سختی ہوتی تھی۔ بعض لوگوں کا گمان یہ تھا کہ یہ تیزی نفسانیت کا جوش ہے۔ چناں چہ ایک دفعہ مجمع میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک بے ادب شخص نے عرض کیا کہ حضرت میں نے سنا ہے کہ آپ حرام کی پیدائش ہیں۔ آپ نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ بھائی کسی نے تم سے غلط کہا ہے۔ میرے ماں باپ کے نکاح کے گواہ تو اب تک موجود ہیں، تمہارا جی چاہے تو میں ان سے گواہی دلوا دوں کہ ان کے سامنے نکاح ہوا تھا اور نکاح کے بعد شرعی حکم یہ ہے کہ بچے ماں باپ کے ہی ہوتے ہیں۔ نکاح کے ثبوت کے بعد

جولڑکا پیدا ہوگا وہ تو حلالی ہوگا، اس کو حرامی کہنا صحیح نہیں۔ کیا انتہا ہے اس تواضع کی۔
اس شخص کی یہ بات تمام سامعین کو سخت گراں گزری، خصوصاً جاں نثاروں کو تو نہ معلوم کیسا ہیجان ہوا ہوگا۔ مگر مولانا نے استقلال کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ ظاہر ہے کہ مولانا کو غصہ کے انجام بد کا کس درجہ استحضار رہا ہوگا، اور مولانا نے کس قدر تحمل سے کام لیا ہوگا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ شخص آپ کے قدموں میں گر پڑا، اور کہا کہ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کا غصہ نفس کے لیے ہے، آج معلوم ہوگیا کہ آپ غصہ نفس کے لئے نہیں کرتے۔

(الہویٰ والہدیٰ ص ۹۲)

غرض بزرگوں کی بڑی بڑی حکایتیں ہیں کہ انھوں نے کس طرح غصہ کو ضبط کیا ہے اور حلم وبردباری میں اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی اتباع کی ہے۔ اسلاف کے ان واقعات سے یہ بات بھی یقینی ہوگئی کہ شدید غصہ کی حالت میں، اپنے غصہ پر قابو پالینا ہر انسان کے بس میں ہے۔ اور غصہ ضبط نہ کرنے والوں کا یہ عذر کرنا کہ میں غصہ میں آپے سے باہر ہوجاتا ہوں، یا غصہ کی حالت میں، میں کیا کہتا ہوں اور کرتا ہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا؛ یہ سب نامعقول اور بے بنیاد باتیں ہیں۔ اور گویا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک طرح سے الزام ہے کہ آپ نے امت کو ایسے کام کا حکم فرمایا ہے جس کا کرنا اس کے بس سے باہر ہے۔
حقیقت تو یہ کہ ہر فرد غصہ ضبط کرنے پر قادر ہے۔ ہاں مگر یہ جب ہی ممکن ہے کہ وہ، غصہ کی تباہی کو جانتا ہو، غصہ کے وقت، ہمت واستقلال سے کام لے، اور غصہ کے انجام بد سے بچنے کی تدابیر بھی اختیار کرے۔

....

باب ششم: غصے کے مخصوص مواقع

غصے کے چند مخصوص مواقع

آج معاشرے میں اگر چہ غصے کا ہر جگہ بول بالا ہے، اور جس شخص سے جتنا بن پڑتا ہے، اپنے مزاج اور طبیعت کے خلاف باتوں پر غصہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا ہے، تاہم کچھ جگہیں ایسی ہیں جہاں غصہ کے نتیجے میں ظلم وتشدد کا بازار کچھ زیادہ ہی گرم ہے۔

ان میں ''شوہر کا بیوی پر غصہ'' اور ''مدرسہ کے طلبہ پر اساتذہ کا غصہ'' زیادہ قابلِ ذکر ہے۔ یہ وہ مظلومین ہیں جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے نہ ظلم کا بدلہ لے سکتے ہیں اور نہ ہی اکثر مواقع پر اس کا اظہار کر پاتے ہیں، اور غصہ میں ظلم کرنے والے ان کی مجبوریوں کا خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور ظلم پر ظلم کرتے چلے جاتے ہیں۔ چناں چہ ''میاں بیوی کا غصہ'' اور'' مدرسین کا طلبہ پر غصہ'' کو ان کی اہمیت کے پیشِ نظر الگ سے بیان کیا جاتا ہے۔

شوہر بیوی کا آپسی غصہ

ہماری گھریلو زندگی جن مصائب اور انتشار کا شکار ہے ان میں میاں بیوی کے اختلافات اور آپسی غصہ کا حال سب کو معلوم ہے۔ جس گھر کو سکون وراحت کا گہوارہ ہونا چاہیے تھا، اسلامی تعلیمات سے دوری نے آج اکثر گھروں کو غم وغصہ اور جھگڑے فساد کا میدان بنادیا ہے۔ اکثر گھروں میں میاں بیوی کے باہمی جھگڑوں کی وجہ سے چین وسکون تباہ ہو چکا ہے۔ لوگوں نے اپنی زندگی کو کس طرح پریشانیوں کا مجموعہ بنالیا ہے اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے، آج کم وبیش ہر گھر میں یہ سرد جنگ چھڑی ہوئی ہے:

شوہر کہتا ہے..... بیوی میری خدمت نہیں کرتی۔
بیوی کہتی ہے..... شوہر میرا خیال نہیں رکھتا۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی میرا خیال نہیں رکھتی۔
بیوی کہتی....... شوہر بچوں کو وقت نہیں دیتا۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی ہر وقت میری نگرانی کرتی ہے۔
بیوی کہتی ہے..... شوہر گھر سے زیادہ باہر وقت دیتا ہے۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی بہت فضول خرچ ہے۔
بیوی کہتی ہے..... بیوی کہتی ہے شوہر بخیل ہے۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی ضروری زیب وزینت نہیں کرتی۔
بیوی کہتی ہے..... شوہر کے منہ سے سگریٹ اور تمباکو کی بو آتی ہے۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی میرے گھر میں رہے۔
بیوی کہتی ہے..... شوہر مجھے رشتہ داروں کے یہاں جانے نہیں دیتا۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی کی دینی حالت درست نہیں۔
بیوی کہتی ہے..... ان کی خود کی حالت درست نہیں۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی اپنی ساس کی نہیں مانتی۔
بیوی کہتی ہے..... شوہر میری کوئی بات نہیں مانتا۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی پردہ کا اہتمام نہیں کرتی۔

بیوی کہتی ہے..... خاوند نظروں کی حفاظت نہیں کرتا۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی مجھ سے زبان درازی کرتی ہے۔
بیوی کہتی ہے..... کہ شوہر مجھ پر دست درازی کرتا ہے۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی غیر شرعی تقریبات میں نہ جائے۔
بیوی کہتی ہے..... شوہر رشتہ داری نبھانا نہیں جانتا۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی گھر کی چہار دیواری میں رہے۔
بیوی کہتی ہے..... مہنگائی ہے، میں بھی ملازمت کیوں نہ کروں۔

شوہر کہتا ہے..... بیوی میرے حقوق ادا نہیں کرتی۔
بیوی کہتی ہے..... خاوند میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔

(ماخوذ سہ ماہی حکیم الامت، تھانہ بھون)

میاں بیوی کا جھگڑا... سارے فسادوں کی مرغی

حضرت تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”میاں بیوی کا فساد سب فسادوں کی مرغی ہے، یعنی سیکڑوں فساد کو پیدا کرتی ہے۔ (کمالات اشرفیہ ص ۴۶)

میاں بیوی کا رشتہ الفت و محبت کا حسین ترین رشتہ ہے۔اس رشتے کی استواری گھر کے ماحول کو پُرسکون اور خوشگوار بناتی ہے اگر یہ تعلق بھی رنجش کا شکار ہوجائے تو نہ صرف یہ کہ گھر کا سکون ختم ہوجاتا ہے بل کہ یہ رنجش خاندانی دشمنی اور اولاد کی تباہی و بربادی کا بھی سبب بن جاتی ہے اور اس کے ایسے خطرناک اور بھیانک نتائج برآمد ہوتے ہیں جس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔یہی وجہ ہے کہ ابلیس اپنی روزانہ کی مجلس میں اپنے اُنھیں شاگردوں کو

زوردار شاب باشی اور اعزاز واکرام کے قابل گردانتا ہے جو میاں بیوی کے درمیان رنجش پیدا کرنے اور تفریق ڈالنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

چناں چہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابلیس پانی پر تخت نشین ہوکر اپنی فوج چاروں طرف بھیجتا ہے، جب وہ واپس آکر اپنی کارگذاری سناتے ہیں تو وہ ان کے کارناموں سے زیادہ خوش نہیں ہوتا، جب کوئی کہتا ہے کہ میں نے میاں بیوی یا گھر والوں کے درمیان تفریق کرادی ہے تو اسے اپنے قریب کرتا ہے۔

(جامع المسانید حدیث ۱۹۵)

اور اس کے بالمقابل اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کو سب سے بہتر انسان قرار دیا ہے جس کا معاملہ اپنے گھر والوں کے ساتھ زیادہ بہتر ہو۔ یعنی ان کی کوتاہیوں پر درگذر اور غلطیوں پر حلم وبردباری کا برتاؤ کرنے والا ہو۔

اور حدیث میں ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں (بیوی، بچوں) کے ساتھ زیادہ بہتر ہو، اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ، تم سب لوگوں سے زیادہ بہتر ہوں۔

(ترمذی)

مگر آج ایسے گھر بہت کم ملیں گے جہاں میاں بیوی کے درمیان آپسی رنجش اور غم وغصہ کا بازار گرم نہ ہو۔ اگر غصہ کی بھڑکتی ہوئی آگ نہ سہی، تو اس کی گرمی اور تپش سے تو شاید ہی کوئی بچ سکا ہو، اِلَّا مَاشَاءَ اللہ۔

شوہر کو غصہ کیوں آتا ہے

عام طور سے دیکھا یہ جاتا ہے کہ شادی بعد کچھ دنوں تک، میاں بیوی کے درمیان الفت ومحبت کا رشتہ قائم رہتا ہے، مگر اس کے بعد چھوٹی چھوٹی باتوں پر کشیدگی اور تناؤ پیدا ہونا شروع ہوجاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے، پیار ومحبت کے بجائے نفرت کا جذبہ دل میں گھر کرجاتا ہے؟

غور کرنے پر اس کی کئی وجہیں سمجھ میں آتی ہیں:

(۱) اول یہ کہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے ناقص العقل اور ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا ہے، مگر ان سے ایسے کاموں کی امید رکھی جاتی ہے یا ان سے ایسے کاموں کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو ناقص العقل نہیں کرسکتا۔ اور پھر اس کے کاموں کو جب مرد اپنی عقل کی روشنی میں دیکھتا ہے تو اسے غصہ آتا ہے کہ یہ کام ویسا کیوں نہیں ہوا جیسا وہ چاہتا ہے۔ ایسا کرنا دراصل مرد و عورت کی عقلی تفاوت کا عملاً انکار کرنا ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ شوہر کے غصہ کی آگ جب بھڑکتی ہے تو اس وقت بیوی کا جواب جلتے پر تیل کا کام کرتا ہے۔ غصے کا باطنی سبب چوں کہ تکبر ہوتا ہے، اور جس کے اندر متکبر کو زیر کرنے کی قوت نہ ہو، اس کے لیے خاموش رہنا ہی دانش مندی ہوتی ہے۔

اوپر کے صفحات میں علامہ جوزی علیہ الرحمہ کی بات نقل کی گئی ہے کہ ایسے وقت میں جواب دینے سے بات بنتی نہیں بل کہ اور بگڑ جاتی ہے۔

(۳) اس سلسلے میں نفس و شیطان کی چالوں سے بے خبر ہونا بھی ایک بڑی وجہ ہے؛ کہ عموماً لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ وہ میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی پیدا کرنے کی کوششوں میں کس قدر سرگرم رہتا ہے اور اس کے لیے کیسی کیسی تدبیریں اختیار کرتا ہے۔

(۴) چوتھی بات یہ ہے کہ عام طور سے ایسا ہوتا ہے کہ میاں بیوی دونوں آپسی تعلقات کو خوش گوار رکھنے کی تدبیروں سے ناواقف ہوتے ہیں یا جاننے کے باوجود بھی ان پر عمل نہیں کرتے۔

عام طور سے یہی اسباب ہیں جن کی وجہ سے اکثر گھروں میں انتشار، نا اتفاقی، غم و غصہ، اور لڑائی جھگڑے کا ماحول گرم ہے، اور مال و دولت کی فراوانی اور عیش و راحت کے سامانوں کی کثرت کے باوجود نہ دل میں چین ہے اور نہ زندگی میں سکون و اطمینان۔ آیئے مذکورہ وجوہات پر قدرے تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں۔

پہلی وجہ: گھریلو اختلافات کی پہلی وجہ جو ہر شوہر کو ذہن نشین کر لینی چاہیے یہ ہیں کہ اللہ

تعالیٰ نے عورتوں کو ناقص العقل بنایا ہے، اور ناقص العقل، عام طور سے کام کو خراب ہی کیا کرتے ہیں، ان سے کوئی کام بہتر اور امید کے مطابق ہو جائے تو یہ ان کے لیے قابلِ تعریف ہے، اور اگر کام خراب ہو جائے تو ان سے امید اسی کی رکھنی چاہیے۔ اگر ان کے کاموں کو مرد اپنی عقل کے ترازو پر تولیں اور کمی کی صورت میں ناراض ہوں اور غصہ کریں تو یہ کوتاہی، عورتوں کی نہیں خود مردوں کی شمار کی جائے گی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت سے پہلے ہی باخبر کیا ہے۔ اور تاجر نے جب مال کا عیب بتلا کر سامان دیا ہے تو پھر اس سامان کے عیب پر ناراض ہونا اور غصہ کرنا نادانی اور حماقت کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ اس لیے مزاج اور طبیعت کے خلاف باتوں پر یہ سوچ کر خاموش ہو جانا چاہئے کہ یہ کام بیوی نے اپنی عقل اور سمجھ کے اعتبار سے کیا ہے، جس کو میں اپنی عقل اور سمجھ کے اعتبار سے دیکھوں گا تو کمی تو ضرور نظر آئے گی۔

دوسری وجہ: گھریلو اختلافات کی جڑ مضبوط کرنے والی دوسری چیز بیوی کا جواب ہے۔ شوہر کے غصہ کے وقت جب بیوی شوہر کا جواب دینے کی کوشش کرتی ہے تو شوہر کا غصہ کم ہونے کے بجائے اور بھڑک اٹھتا ہے۔ بات بننے کے بجائے اور بگڑ جاتی ہے۔ غصہ کا سبب چوں کہ تکبر ہوتا ہے اور چھوٹا یا ماتحت جب متکبر کو جواب دینے کی کوشش کرتا ہے تو تکبر کی آگ اور تیز ہوتی ہے۔ اسی لیے علامہ جوزیؒ کا قول اوپر نقل کیا گیا ہے کہ ایسی حالت میں غصہ کرنے والے کا جواب دینے کے بجائے یہ سوچنا چاہیے کہ اس کی حالت نشہ میں مست آدمی کی طرح ہوگئی ہے، اب جو کچھ اس کی زبان پر آرہا ہے؛ اس کو اس کی خبر نہیں ہے۔ اب تم کو یہ چاہیے کہ اس کے اُبال پر صبر سے کام لو، اور اس کی باتوں کو کچھ اہمیت مت دو، کیوں کہ اس پر شیطان غالب آچکا ہے، طبیعت میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور عقل روپوش ہوگئی ہے۔

اور اگر تم بھی اس پر غصہ کرنے لگے یا اس کے برتاؤ کے مطابق جواب دینے لگے، تو تمہاری

مثال اس عقل مند کی طرح ہوجائے گی جو کسی پاگل کے منہ لگے، یا اس صحت مند کی طرح ہوگی جو کسی بے ہوش پر غصہ کرے، لہذا قصور تمہارا ہی ہوگا۔

تم کو تو چاہیے کہ اس پر ترس کھاؤ، اور یہ دیکھو کہ اس پر تقدیر کا فیصلہ کیسے غالب آیا ہے، اور وہ طبیعت اور نفس کا کھلونا بن گیا ہے۔ اور اس کا یقین رکھو کہ جب ہوش میں آئے گا تو اپنے الفاظ اور برتاؤ پر انتہائی شرمندہ ہوگا، اور تمہارے صبر کی قدر کرے گا۔

اور اس پر ترس کھانے کا کم سے کم تقاضا یہ ہے کہ اس کو ایسے وقت میں اتنی دیر کے لیے چھوڑ دو، جس میں وہ راحت پا جائے، یعنی جو کچھ بک رہا ہے اس کو کہہ لینے دو یہاں تک کہ اس کا غصہ اتر جائے۔

باپ کے غصہ کے وقت بھی بیٹے کو، اور شوہر کے غصہ کے وقت بیوی کو ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہیے، کہ غصے میں جو کچھ بھی کہے، کہہ لینے دیا جائے، تا کہ بھڑاس نکل جائے، اس کو کچھ اہمیت نہ دی جائے، پھر دیکھنا، جلد ہی وہ شرمندہ ہوکر معذرت کرے گا۔"

چناں چہ غصہ کی حالت میں شوہر کو جواب دینا معاملہ کو اور بڑھاوا دیتا ہے۔ ایسے وقت میں بیوی کے حق میں خاموشی ہی بہتر ہے۔

تیسری وجہ: یہ بات بھی انتہائی اہم ہے کہ صبح سے شام تک شیطان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کرنے کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں اور تجربات لگادے۔ اور ہر وقت اس کی تاک میں رہے کہ کوئی موقع ایسا ہاتھ آجائے کہ ان کے درمیان، آپسی رنجش، غم وغصہ اور نا اتفاقی پیدا کردی جائے تا کہ کارگزاری کے وقت خوب داد ملے اور ابلیس ان کو اپنا مقرب بنائے۔

اب ایک مثال سنیے کہ شیطان میاں بیوی کے درمیان غم وغصے کا ماحول کیسے پیدا کرتا ہے؟

شوہر نے ایسے وقت میں بیوی کو آواز دی جب وہ کسی کام میں مشغول تھی، آواز سننے کے بعد فوراً اس لیے حاضر نہیں ہوسکی کہ اس کے ہاتھ میں کوئی اہم کام تھا، مثلاً وہ بچے کے کام میں لگی

ہوئی تھی، یا شوہر ہی کے کسی کام میں منہمک تھی جس کی وجہ سے پہلی آواز میں نہیں آسکی۔ یا وہ ایسی جگہ پر تھی جہاں اس کو آواز نہیں پہنچ سکی، مثلاً پنکھا چل رہا تھا، یا نَل سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جس کی وجہ سے وہ شوہر کی بات سُن نہیں سکی۔ پھر شوہر دوسری بار جب آواز دے گا تو اس کی آواز میں قدرے تیزی ہوگی، اور الفاظ بھی سخت ہوں گے۔ اگر شوہر تیز مزاج کا ہے تو تیز الفاظ میں آواز دے گا اور نرم مزاج کا ہے اس کا اپنا انداز ہوگا، مختلف مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے کوئی کچھ کہے گا... کوئی کچھ اور، مثلاً:

کوئی کہے گا: ''ارے سن رہی ہو کہ نہیں!

کوئی کہے گا: ''ارے کان میں آواز جا رہی ہے کہ نہیں!

کوئی کہے گا: ''کیا ہو گیا ہے تمہارے کانوں کو؟ بہری تو نہیں ہو گئی! وغیرہ

مزاج اور طبیعت کے اعتبار سے جملے اور انداز الگ ہو سکتے ہیں کسی کے کچھ ہلکے اور کسی کے کچھ سخت۔

اور چوں کہ بیوی بھی بے قصور تھی اس لیے یہ تیزی اس کے دل کو چوٹ پہنچائے گی، وہ شوہر کی تیز بات کا جواب دے یا نہ دے؛ اس کے دل کو ان باتوں کا نشتر ضرور لگے گا۔ اگر بیوی نے غصے میں کچھ کہہ دیا تو شیطان کو موقع مل گیا، اب وہ باتوں کا بتنگڑ بنا کر دونوں کے درمیان نفرت وعداوت کی ایسا بیج بوئے گا کہ اس کے کانٹوں سے گھر کے ہر فرد زخمی ہوں گے۔ کوئی کم کوئی زیادہ۔

اگر بیوی نے شوہر کی اُس تیز بات کا جواب نہیں دیا، تو اب شیطان کی کوشش یہ ہوگی کہ شوہر کی طرف سے پھر کوئی ایسی بات پیش آجائے جس سے بیوی کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے، اور اس مرتبہ وہ بھی شوہر کی بات کا جواب دے، اور معاملہ کسی طرح آگے بڑھ جائے۔

خلاصہ یہ کہ نفس وشیطان ہر وقت اس بات کی کوشش میں ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان غصہ کی فضا ہموار کر کے پورے گھر کے سکون کو نا اتفاقی اور لڑائی جھگڑے میں تبدیل

کردیں۔اس لیے ایک ہوش مند شوہر اور سلیقہ مند بیوی کے لیے ضروری ہے کہ نفس وشیطان کی چالوں سے کبھی غافل نہ ہوں اور ہمیشہ چوکنا رہیں۔

چوتھی وجہ: یعنی میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات کو برباد کرنے والی چوتھی چیز،" آپسی تعلقات کو خوش گوار رکھنے کی تدبیروں سے ناواقف ہونا، یا جاننے کے باوجود ان پر عمل نہ کرنا ہے"۔

اگر غور کریں تو ہمارے گھریلو بگاڑ، آپسی رنجش اور، میاں بیوی کے اختلافات کی ایک اہم وجہ یہی ہے۔اس سلسلے میں ہمارا معاشرہ حد درجہ کوتاہی اور مجرمانہ غفلت کا مرتکب ہے، حالاں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور صحابۂ کرام کی سیرت میں ایسی کافی ہدایات موجود ہیں، جن کو اپنا کر گھریلو مسائل اور انتشار سے بچا جا سکتا ہے۔

شریکِ حیات کے ساتھ محبت کا اظہار کرنا، تلخیوں اور ناگواریوں کے باوجود... میٹھی زبان اور نرم لب ولہجہ اختیار کرنا... ان کی تعریف کے لیے ان کی کمیوں کے اندر بھی خوبیاں تلاش کر لینا ایسی تدبیریں ہیں جن کو اپنانا گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے انتہائی ضروری ہے، اور ان کو نظر انداز کر کے گھر میں محبت کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کرنا ایک خواب کے سوا کچھ بھی نہیں۔رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات میں ایسی تدبیریں اور اس سلسلے کے جامع اصول موجود ہیں جن کو اپنا کر گھر سے غم وغصہ اور نفرت کے ماحول کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔

یاد رکھیے کہ بیوی سے صرف محبت کرنا ہی کافی نہیں؛ محبت کے ساتھ ساتھ.... "محبت کا اظہار" بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت سے ثابت ہے۔چناں چہ روایت میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول فرماتیں، گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ہوتے، جب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، ان ٹکڑوں میں سے کچھ حصہ دانتوں سے کاٹنے کے بعد رکھ دیتیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قصداً پوچھتے کہ عائشہ! تم نے کہاں سے کاٹا تھا، اور ان کے بتلانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بھی اسی جگہ سے کاٹ کر کھاتے۔ ایسا اس لیے کرتے کہ امت کو معلوم ہو جائے کہ گھریلو ماحول کو خوشگوار بنانے کے لیے صرف محبت ہی کافی نہیں؛ بل کہ محبت کا اظہار بھی ضروری ہے۔

بیوی کی دل جوئی اور اس سے اپنی محبت کا اظہار، گھریلو زندگی کو خوشگوار رکھنے کے لیے اس قدر ضروری ہے کہ علمائے کرام نے اس کی صراحت کی ہے کہ بیوی کی خلافِ واقعہ تعریف کرنا، جس سے اس کی دل داری اور دل جوئی مقصود ہو؛ نہ صرف یہ کہ جائز ہے؛ بل کہ ایک پسندیدہ عمل ہے۔ غور کریں کہ اسلام میں جھوٹ بولنا کس قدر قبیح عمل ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ مومن ہر گناہ کر سکتا ہے، مگر جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ مگر جہاں بیوی سے اظہارِ محبت اور اس کی دل جوئی کی بات آتی ہے وہاں اس عمل کو منع کرنے کے بہ جائے، پسندیدہ فرمایا گیا۔

بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت میں یہ بات ملتی ہے کہ آپسی محبت کو برقرار رکھنے کے لیے بیویوں سے، کچھ پیار و محبت کے اصول مقرر کر لیا کرتے تھے اور اس کی پابندی کرتے تھے۔ چناں چہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی اہلیہ سے کہہ رکھا ہے کہ اگر مجھے تمہاری کسی بات پر غصہ آجائے تو تم مجھے منا لیا کرنا اور جب تم ناراض ہو جاؤ تو میں منا لیا کروں گا۔ اس طرح گھریلو زندگی میں خوش گواری اور آپسی محبت برقرار رہے گی۔

''حاکم'' نہیں ''عاشق'' بنیں اور توقعات ختم کر دیں

مردوں کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر فوقیت بخشی ہے اور گھر کی ساری ضروریات پوری کرنے کا ذمہ دار شوہر کو بنایا ہے۔ اس لیے گھر میں ہر بات شریعت کی روشنی میں شوہر کی چلنی چاہیے اور بیوی کو شوہر کی اطاعت کرنی چاہئے۔ مگر اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ اس فوقیت اور برتری کے اظہار کے لیے شوہر کو گھر میں حاکم بن کر رہے۔

یہی وہ مرحلہ جہاں اکثر شوہر غلطی کر جاتے ہیں، اور اپنی چلانے کا طریقہ بس یہ سمجھتے ہیں

کہ ایسا انداز اختیار کریں جس سے بیوی مرعوب ہوجائے۔ بیوی کو اپنی مرضی کے مطابق رکھنے کے لیے وہ ڈانٹ ڈپٹ اور زبان کی سختی کا سہارا لیتے ہیں، حالاں کہ یہ بات سو فی صد نا تجربہ کاری اور نادانی کی ہے۔

مناسب طریقہ یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ حاکم بن کر نہیں عاشق بن کر رہنا چاہئے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ عورتیں محبت کے لیے پیدا کی گئی ہیں اگر تم نے اپنی بیوی سے محبت کے ساتھ ساتھ محبت کا اظہار کرنا سیکھ لیا تو وہ اپنی بوٹی بوٹی تم پر قربان کردے گی۔ اور اگر تم نے اس پر طاقت کا مظاہرہ کیا تو یاد رکھو کہ وہ ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے۔ ٹوٹ تو جائے گی، مگر سیدھی نہیں ہوسکتی۔

مگر لوگوں کی حالت یہ ہے کہ گھر سے باہر تو اخلاق کے پیکر بن کر رہتے ہیں اور گھر میں داخل ہوتے ہی خود کو کسی ظالم حکمران یا ڈکٹیٹر سے کم تصور کرنا، اپنی مردانہ شان کے خلاف سمجھتے ہیں، کوئی بات بھی مزاج کے خلاف پیش آجائے تو گھر میں ہنگامہ کھڑا ہوجاتا ہے۔ انھیں شاید یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ ہم جس نبی کی امت ہیں؛ انھوں نے گھر میں رہنے کے سلسلے میں کسی اخلاق کی تعلیم بھی دی ہے یا نہیں۔

بہت سے شوہر ایسے ہیں کہ گھر پہنچتے ہی ان کا پارہ چڑھ جاتا ہے، وہ معمولی معمولی باتوں کو بنیاد بنا کر اہلیہ کو ڈانٹنا جھڑکنا اور طعنہ دینا شروع کردیتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ بہت سے شوہر اپنی دوکان یا ملازمت سے گھر پہنچنے سے پہلے ہی، اہلیہ محترمہ سے متعلق توقعات کی ایک طویل فہرست ذہن میں لیے ہوئے گھر پہنچتے ہیں، اور جہاں ان توقعات کے خلاف کوئی بات پیش آتی ہے تو غصہ میں آگ بگولہ ہوجاتے ہیں:

گھر پہنچنے سے پہلے شوہر کے توقعات کم وبیش کچھ یہ ہوتے ہیں کہ:

۞ میرے گھر پہنچنے سے پہلے بیوی، اپنے سارے کام کاج کو چھوڑ کر میرے استقبال کے لیے کھڑی ہوگی۔

۞ میرے کمرے کی ایک ایک چیز سلیقے سے، جیسا میں چاہتا ہوں، میری ہدایت کے مطابق رکھی ہوئی ہوں گی۔

۞ بچے بالکل صاف ستھرے اور سلیقے سے ہوں گے۔

۞ دروازے پر دستک دیتے ہی، پہلی ہی گھنٹی میں، بل کہ گلی میں گاڑی کا ہارن سنتے ہی وہ دروازے پر آکر کھڑی ہو جائے گی۔

۞ ساس، نند، یا کسی پڑوسن یا کسی اور جھگڑے کی خبر مجھے نہیں سنائے گی، اور نہ کسی غم یا پریشانی کی اطلاع مجھے دے گی۔

۞ کھانا میری مرضی کے موافق تیار ہوگا اور کچھ میٹھے کا بھی انتظام ہوگا وغیرہ وغیرہ۔

اب شوہر صاحب گھر میں داخل ہوئے اور گھر کا ماحول مذکورہ توقعات کے مطابق نہیں نکلا تو ان کی امید کو ٹھیس پہنچتی ہے، بیوی کی کسی مجبوری اور معذوری کا کچھ خیال دل میں نہیں آتا، بیوی کو کچھ جملے کہہ ڈالتے ہیں، جو دن بھر کی تھکی ہوئی بیوی کے لیے ماچس کی تیلی کا کام کرتا ہے، اور پھر یہ چنگاری آہستہ آہستہ انگارہ بن کر ایسی آگ لگاتی ہے کہ خدا کی پناہ! پھر اس کے نتیجے میں کہیں سخت کلامی، کہیں غیبت، چغلیاں، الزام تراشیاں، سمدھیانوں میں جھگڑے گالی گلوچ اور ہاتھا پائی کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اس لیے کیا ہی اچھا ہو کہ شوہر صاحب گھر آتے ہوئے یہ سوچ کر گھر کی طرف چلیں کہ ہوسکتا ہے کہ:

۞ کہ بیوی کو کوئی عذر پیش آ گیا ہو جس کی وجہ سے وہ اپنے کام کاج میں لگی ہوئی ہو اور وقت پر گھر کے کام نہ کر سکی ہو۔

۞ ہوسکتا ہے کہ میرے گھر پہنچنے کے وقت ہی اسے کوئی تقاضا پیش آ گیا ہو، بچوں کی ضرورت میں مصروف ہو جس کی وجہ سے دستک دینے اور گھنٹی بجانے کے بعد..... دروازہ کھولنے میں دیر ہو گئی ہو۔

۞ ہوسکتا ہے کہ کام والی نہ آئی ہو، یا اہلیہ کی طبیعت ناساز ہو جس کی وجہ سے صفائی نہیں

ہوسکی، یا صفائی تو ہوئی تھی مگر میرے گھر پہنچنے سے کچھ ہی پہلے، کچھ قریبی رشتہ دار گھر آکر گئے ہوں، اور ان کے بچے میرے بچوں کے ساتھ مل کر گھر کی کچھ چیزوں کو بے ترتیب کر گئے ہوں، تو میں اس میں صرف بیوی کو ہی کیسے الزام دے سکتا ہوں اور اس کو سارا دن لاپرواہی سے گزارنے کا الزام کیسے دے سکتا ہوں!

۞ ہوسکتا ہے کہ وقت پر کھانا اس لیے تیار نہیں ہوسکا، یا میری پسند کا کھانا اس لیے نہیں بن پایا کہ گود کے بچے نے آج کچھ زیادہ ہی پریشان کر دیا ہو، یا ہوسکتا ہے کہ آج اُس کے سر میں شدید درد ہو گیا ہو، اور وہ دو گھنٹے تک بستر سے نہ اٹھ سکی ہو، اس کا پورا پورا ارادہ تو یہی تھا کہ وقت پر سارا کام ہو جائے، مگر مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ ہوسکا۔

اسی طرح آپ خود بیوی کی طرف سے ایسی وجوہات اور معذرت تلاش کر لیجیے کہ شاید اس وجہ سے کام وقت پر نہیں ہوسکا.... یا شاید یہ بات ہوگئی ہو، اس لیے فلاں کام اس طرح نہیں ہوسکا وغیرہ وغیرہ۔ اگر آپ یہ چاہیں کہ گھر میں روز روز کے جھگڑے نہ ہوں، محلے والے اور رشتہ دار تماشہ نہ دیکھیں، آپ کے معصوم بچے آپ دونوں میاں بیوی کے جھگڑوں کی وجہ سے ذہنی بیماریوں کے شکار نہ ہوں تو آپ اپنے طرزِ عمل کو درست کیجیے۔

یاد رکھیں! عورت محبت کے لیے پیدا کی گئی ہے، اگر آپ نے بیوی سے محبت کرنا اور اظہارِ محبت کا طریقہ سیکھ لیا تو میں یقین سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ محبت وقدردانی کے ذریعہ جس قدر آپ اپنی باتیں منوا سکتے ہیں اور اپنی فرماں برداری پر مجبور کر سکتے ہیں؛ وہ فرمان جاری کر کے اور سختی سے کام لے کر ہرگز نہیں کر سکتے۔

یاد رکھیے! گھریلو زندگی خوشگوار بنانے کی تدبیر ایک مستقل فن ہے، شریعت نے جس کی تعلیم دی ہے جس کو سیکھے بغیر گھر چلانا اور بیوی بچوں کی دینی تربیت اور اصلاح کرنا بالکل ایسا ہی کہ جیسے سیکھے بغیر، گاڑی چلانا، اور ظاہر ہے کہ بغیر سیکھے گاڑی چلانے میں ٹکراؤ اور ایکسیڈنٹ کا قوی اندیشہ ہے، اسی طرح بیوی، بچوں کی تربیت کا فن سیکھے بغیر، گھر کو

ٹکراؤ اور الجھنوں سے بچانا، اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔

جیسے صرف ڈرائیونگ لائسنس حاصل کرلینا ہی، گاڑی کو ٹکراؤ سے بچانے کے لیے کافی نہیں، اسی طرح صرف شادی کے بعد، تربیت اور اصلاح کا فن سیکھے بغیر گھر کے ماحول کو خوشگوار بنائے رکھنا بھی بے حد مشکل ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد حنیف عبدالمجید صاحب دامت برکاتہم کے پاس کسی شوہر نے اپنی بیوی کی کوتاہیوں اور اس سلسلے میں اپنے ردِّعمل کی تفصیل لکھ کر مسئلہ کا حل معلوم کیا کہ وہ کیا کرے؟ اُس نے پوچھا کہ کیا ان حالات میں، میں دوسری شادی کرلوں؟

حضرت مفتی صاحب نے اس نوجوان کے حالات کا بغور جائزہ لیا، پھر جو، جواب تحریر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسری اور تیسری؛ بل کہ چوتھی شادی کرلینا بھی تمہارے مسائل کا حل نہیں ہے۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ کسی اللہ والے کے پاس رہ کر، یا ان سے تعلق قائم کرکے تم خود اپنی اصلاح کراؤ، اور اپنی بیوی کے سلسلے میں آسمانی معیار سے اتر کر زمین پر آؤ، ان شاء اللہ تمہاری یہی بیوی تمہارے لیے زحمت کے بجائے راحت وسکون کا ذریعہ بن جائے گی۔

حضرت مفتی صاحب موصوف کی کتاب ''تحفہ دولہا'' ہر دولہا کو اور ''تحفہ دلہن'' ہر دلہن کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ ذیل میں مردوں کے لیے چند راہنما اصول درج کیے جاتے ہیں جن کی رعایت ان شاء اللہ غصہ کو زائل کرنے اور گھر میں خوشگوار نتائج کا باعث بنے گی۔

سوچ کو مثبت بنانے کی ضرورت

اس سلسلے میں اپنی سوچ کو مثبت بنانا نہایت ضروری ہے۔ دوسروں کی خوبی اور اچھائی پر نظر ڈالنے سے مثبت سوچ پیدا ہوتی ہے اور کمزوریوں کو دیکھنے سے منفی سوچ کو بڑھاوا ملتا ہے۔ مثبت سوچ سے پریشانیاں اور الجھنیں دور ہوتی ہیں؛ جب کہ منفی سوچ سے مسائل اور زیادہ بڑھتے ہیں۔ اگر کسی نے آپ کو شربت کا گلاس دیا، چھ انچ کے گلاس میں

اوپر دو انچ خالی ہے،آپ نے گلاس کے بھرے ہوئے حصہ کو دیکھا ،تو دینے والے کا شکریہ ادا کریں گے اور دینے والے سے جوڑ پیدا ہوگا، اور اگر خالی حصے کو دیکھیں گے تو ناشکری کا جذبہ پیدا ہوگا اور توڑ کا سبب بنے گا۔

اس لیے دانش مندی کی بات یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں عموماً، اور گھریلو مسائل میں خصوصاً مثبت سوچ اختیار کرے۔آپ کی بیوی چاہے جس قدر نااہل ہو، اس کی خوبیوں کو تلاش کریں اور اس کی قدردانی کریں۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا ہے کہ دنیا کا کوئی انسان خامیوں کا ہی مجسمہ ہو، اور اس کے اندر کوئی خوبی نہ ہو۔مثل مشہور ہے کہ بند گھڑی بھی چوبیس گھنٹے میں دوبار صحیح وقت بتلاتی ہے۔ع

داغ ہی داغ ہو ایسا تو نہیں ہے ناطق
صاف جس سمت سے ہو، اس سمت سے دیکھا جائے

ایک ہی مسئلے کو دو افراد... دو حیثیتوں سے دیکھتے ہیں ،مثبت پہلو سے دیکھنے والا خوش ہوتا ہے اور منفی پہلو پر نظر رکھنے والا شکوہ کرتا ہے۔گلاب کے پودے میں کانٹا بھی ہوتا ہے اور پھول بھی، جن کی نگاہ کانٹوں پر ہوتی ہے وہ گلہ اور شکوہ کرتے ہیں اور جو پھولوں کی خوبصورتی پر نگاہ رکھتے ہیں ان کا وجود خوشیوں میں ڈوب جاتا۔

انھیں گلہ ہے کہ پھولوں کے ساتھ کانٹے ہیں
ہمیں خوشی ہے کہ کانٹوں کے ساتھ پھول بھی ہیں

....

غم وغصہ سے نجات پانے کے لیے چند اصول

ازدواجی زندگی کے ہر موڑ پر ان باتوں پر دھیان دیجیے:

۞ یہ سوچیے کہ اللہ مہربان نے میرے حق میں اسی کو پسند فرمایا ہے۔

۞ مجھے حرام کاریوں سے بچانے کا واحد ذریعہ یہی میری بیوی ہے۔

۞ بیوی کو تھوڑا بہت روٹھنے کا حق ہے، آخر وہ آپ کے سوا اور کس پر ناز کرے گی!

۞ بیوی کو دین دار بنانے کے لیے خود دین داری نہ چھوڑیے۔

۞ اپنی نگاہوں کی حفاظت کیجیے۔

۞ کبھی بھی کسی سے کچھ امید نہ رکھیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ انسان، انسان کو تکلیف نہیں پہنچاتے، وہ امیدیں تکلیف پہنچاتی ہیں جو انسان دوسروں سے وابستہ کر لیتا ہے۔

۞ آپ کی بیوی کوئی فرشتہ نہیں، اور نہ ہی اس کا مزاج آپ کے مزاج کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے، اس لیے اپنے معیار کو کچھ نیچے لائیے، آسمانی معیار کو زمین پر اتاریے۔ اس سے محبت کے ساتھ ساتھ، محبت کا اظہار بھی کیجیے۔

۞ اس کے کاموں کی قدردانی کیجیے؛ بل کہ اس کے ناقص کاموں پر بھی تنقید نہ کیجیے۔

۞ یاد رکھیے کہ نرم لہجہ اور میٹھی زبان کے بغیر محبت ایک خواب کے مانند ہے۔

۞ ڈانٹ ڈپٹ اور غصہ کرنا اتنا مفید ثابت نہیں ہوتا، جتنا نرم لہجہ میں سمجھا دینے سے خوشگوار اور خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

۞ جس نے نرم لہجہ اور میٹھا بول بولنا سیکھ لیا، اس نے درحقیقت، الجھے ہوئے مسائل کو حل کرنا اور تلخی کو خوشگواری میں بدلنے کا فن سیکھ لیا۔

۞ یہ بھی یاد رکھیے! بیوی اور بچوں پر غصہ اور چیخ و پکار، آپ کی الجھنوں کو کم، یا گھریلو

پریشانیوں کو ختم نہیں کرسکتا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا گھر ایسا ہو جہاں خوشیوں اور مسرتوں کا راج ہو، جہاں آپ کا استقبال مسرتوں سے کیا جائے، آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے، تو برائے مہربانی آج ہی سے اپنا لہجہ نرم بنایے، اپنی زبان میٹھی بنالیجیے۔

۞ یادرکھیے! مسلسل ناکامیوں اور پریشانیوں کے بعد بھی اپنے مزاج میں چڑچڑاپن، اور اپنے لہجے میں سختی نہ آنے دیجیے، اور اپنے ماتحتوں کے لیے اپنے لہجے کو پُرسکون اور سنجیدہ رکھیے۔ حالات تو انسان پر آتے ہی ہیں۔ کسی فارسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے:

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد
وگر باشد، بنی آدم نہ باشد

یعنی دنیا میں کون ہے جو حالات سے دوچار نہیں ہے، اگر غم و پریشانیاں نہ ہوں تو پھر وہ کوئی اور ہی مخلوق ہوگا، آدمؑ کی اولاد نہیں ہوگا۔

اس لیے حالات سے دوچار ہوکر لہجے میں تبدیلی پیدا کرلینا تو ستم بالائے ستم ہے۔

۞ تکرار کی نوبت نہ آنے دیجیے اور اگر نفس وشیطان ایسا ماحول پیدا ہی کردیں تو مناظرانہ روش کے بجائے داعیانہ اسلوب اختیار کیجیے۔

جو بات بھی کہنی یا سمجھانی ہو نرمی سے کہیے، داعیانہ لہجہ میں کہیے، وہی شوہر کامیاب ہے جو اپنی بیوی کے دل میں یہ بات اتار دے کہ میں مناظر نہیں.... مصلح ہوں، یہ بات میں طعنہ دینے کے لیے نہیں..... گھر کی اصلاح کے لیے کہہ رہا ہوں۔

اور یادرکھیے کہ داعی کے لیے ہم دردی... خیر خواہی.... اور برداشت بہت اہم چیز ہے۔

(مستفاد تحفہ دولہا وغیرہ)

شوہروں کے لیے کچھ نفسیاتی ہدایات

خانگی زندگی کو خوشگوار بنانے کے سلسلے میں نفسیات کے ماہرین نے چند امور تحریر کیے ہیں جن پر عمل کرنا گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے میں نہایت مفید اور مجرب ہے۔ گھر کے ماحول کو خوشگوار بنائے رکھنے والے ہر شوہر کو ایسا کرنا چاہیے کہ:

۞ کبھی کبھی کسی خوشی یا تقریب کے موقع پر اپنی اہلیہ کے لیے کوئی تحفہ یا ایسی چیز پیش کریں جس کی اسے امید نہ تھی؟

۞ بیوی پر دوسروں کے سامنے نکتہ چینی کرنے سے پرہیز کریں؟

۞ خانگی ضرورت کے علاوہ کچھ روپے بیوی کو دیا کریں جس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کرے، ان پیسوں کا آپ حساب نہ لیں۔

۞ نسوانی حالات اور عورتوں کے مزاج میں ہر لمحہ تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ بعض اوقات وہ تھکی ہوتی ہیں بعض مرتبہ وہ غصہ میں یا کسی اور نسوانی کمزوری سے متأثر ہوتی ہیں؛ ان اوقات کے اعتبار سے ان کے مزاج کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

۞ اپنی تفریح کا کم سے کم آدھا حصہ اپنی بیوی کے ساتھ گذارنے کی کوشش کریں۔

۞ اپنی بیوی کے پکوان کے مقابلے میں، کسی اور گھر کے پکوان کی خوبی بیان کرنے سے پرہیز کریں؟

۞ اس کے پسندیدہ موضوع اور جائز گفتگو میں دل چسپی کے ساتھ اس کا ساتھ دیں۔

۞ اسے اپنے محرم رشتہ داروں سے، گاہے بہ گاہے ملاقات کے لیے جانے کی کھلے دل سے اجازت دیں۔ (شرط یہ ہے کہ مصلحت کے خلاف نہ ہو)

۞ بیوی کی تعریف اور تحسین کرنے کے لیے مواقع کی تلاش میں رہیں۔

۞ روزمرہ کی ذرا ذرا سی خدمت پر اس کا شکریہ ادا کرتے رہیں، مثلاً ایک گلاس پانی

دیا، کپڑے میں کبھی بٹن ٹانک دیا، یا کسی بھی چھوٹی بڑی خدمت کے وقت اس کو جَزَاكِ اللہ، یا ''بہت بہت شکریہ'' کے الفاظ ادا کریں یا اس کے ہاتھوں کا بوسہ لے لیں؟

۞ اس کے میکے یا رشتہ داروں کے سلسلے میں کسی قسم کا ایسا تبصرہ کرنے سے پرہیز کریں جس سے اس کو تکلیف ہو۔

مثالی بیوی کی صفات

گھریلو ماحول کو پُرسکون بنانے اور میاں بیوی کے غم وغصہ سے نجات پانے کے لیے اوپر جو باتیں لکھی گئی ہیں وہ صرف شوہروں کے لیے ہیں، جن میں مردوں کو ان کی طرف سے پیش آنے والی ایسی کوتاہیوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، جس کی رعایت نہ کرنے کی وجہ سے شوہر حضرات، خود بھی غصہ میں مبتلا رہتے ہیں اور اس غصے کے نتیجے میں گھر کا پورا ماحول بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ تاہم کسی گھر کو سکون و راحت سے آراستہ کرنے کے لیے شوہر کے اعلیٰ اخلاق کے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ، بیوی کو بھی اعلیٰ صفات سے آراستہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اس لیے ان صفات کو بھی مختصراً بیان کیا جاتا ہے، جو مثالی بیوی کی لیے ضروری ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مثالی عورت وہ ہوتی ہے:

۞ جو مرد کا مزاج سمجھنے والی اور اس کے مطابق خود کو ڈھالنے والی ہو۔

۞ شوہر کے جائز مطالبات اور اس کی خواہشات کا احترام کرنے والی ہو۔

۞ محنت اور خدمت کے ذریعہ گھر والوں کا دل جیتنے والی ہو۔

۞ جس کا بناؤ سنگار اپنے شوہر کے لیے ہو۔

۞ اپنے بناؤ سنگار اور خوش کلامی سے شوہر کو اپنی طرف راغب کرنے والی ہو۔

۞ تکلیف و آزمائش میں صبر اور خوشحالی میں شکر کرنے والی ہو۔

۞ شوہر کے گھر کی تکالیف کا تذکرہ میکے میں کسی سے نہ کرے۔

- بچوں کی تربیت میں خوش اخلاقی اور نفسیات کی رعایت کرتی ہو۔
- ساس، نند اور شوہر کے طعنوں کے جواب میں اپنے منھ میں تالا لگانے والی ہو۔
- خدا کا حق ادا کرنے کے بہانے، شوہر کا حق ضائع نہ کرے۔
- جو ہر کام میں بہتر سے بہتر طریقہ اپنائے۔
- جس کے مطالبات جائز اور درست ہوں۔
- جو نفاست پسند ہو۔
- احسان جتلانے والی نہ ہو۔

گھریلو خواتین ان اصولوں کو سامنے رکھیں اور پھر دیکھیں کہ زندگی کیسے پُرلطف اور مزیدار بن جاتی ہے۔

بیویوں کے لیے چند اہم ہدایات

گھریلو زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے عورتوں کو درج ذیل ہدایات پر عمل کرنا چاہیے۔

- شوہر کے کاروبار، سفر اور اوقات کے سلسلے میں نکتہ چینی کرنے سے پرہیز کریں۔
- اس بات کی کوشش کریں کہ گھر شوہر کے لیے ہر وقت دل کش اور پُرکشش بنا رہے۔
- اس بات کی بھی کوشش کرتی رہو کہ تم کھانے میں روزانہ ایسی تبدیلی کرو کہ شوہر کو نہ معلوم ہو سکے کہ آج کونسا کھانا سامنے آئے گا۔
- ایسا ہو سکے تو بہت اچھا ہے کہ شوہر کے کاروباری معاملات کو کسی حد تک سمجھ لیں؛ تاکہ الجھن کے وقت میں کچھ صحیح مشورہ ہی دے سکیں۔
- مالی مشکلات کا خوش دلی سے مقابلہ کرنے کی کوشش کریں، نہ یہ کہ اپنے شوہر کی غلطیوں پر نکتہ چینی کریں اور اس کا تقابل دوسرے کامیاب کاروباری لوگوں سے کریں۔
- اپنے کپڑے پہننے میں اپنے شوہر کی خوشی کا لحاظ رکھیں۔

- اس کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ آپ کے مطالبات شوہر پر بوجھ نہ بننے پائیں؟
- کوشش کریں کہ آپسی جھگڑے سے بچنے کے واسطے، میاں بیوی کی رائے میں جو اختلاف ہے اس کو خود ہی دوُر کر لیں۔
- اس بات کی بھی کوشش کرتی رہیں کہ شوہر کی ماں اور اس کے دوسرے رشتہ داروں سے تعلقات بہتر بنیں رہیں۔
- شوہر کے دماغی شوق کو پر کرنے کے لیے کچھ تفریحی باتیں یا کام کرتی رہا کریں۔
- زوجین کے رشتے کی استواری اور پائیداری کے لیے صدقہ اور دعائیں کرتی رہیں۔

مذکورہ ہدایات کی روشنی میں بیویاں اپنا محاسبہ کریں اور کمیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ گھریلو بہت سارے مسائل پر بآسانی قابو پایا جاسکتا ہے۔

بیویوں کے لیے چند ضروری باتیں

گھریلو زندگی کو راحت وسکون سے مزین کرنے میں بیوی کا کردار بہت اہم ہے۔ مستورات کی زندگی میں کچھ باتیں بہ ظاہر بہت معمولی ہوتی ہیں؛ مگر سمجھ دار بیویاں ان باتوں کو خوب محسوس کرتی ہیں اور عملی زندگی میں ان کو نظر انداز نہیں کرتیں، جس کا فائدہ وہ خود اٹھاتی ہیں اور اس کے بہتر اثرات پورے گھرانے پر محسوس کیے جاتے ہیں۔

چناں چہ جو عورت یہ چاہتی ہو کہ اس کا گھر چین وسکون کا گہوارہ بنا رہے اس کو چاہیے کہ وہ اپنے شوہر سے محبت کا اظہار کرنے میں کوتاہی اور سستی سے کام نہ لے، اپنی باتوں سے، اداؤں سے ایسا ظاہر کرے کہ شوہر کے دل کی گہرائی میں یہ بات بیٹھ جائے کہ اگر دنیا میں اس کے لیے پیار ومحبت نچھاور کرنے والا کوئی ہے تو فقط اس کی بیوی ہے۔ محبت کے اظہار کے لیے موقع کی تلاش میں رہے، اور جب بھی موقع ملے، اس کا خوب فائدہ اٹھائے۔

عام طور سے ایسا ہوتا ہے کہ صبح کو نہا دھو لینے کے بعد، گھر کے کاموں میں اور بچوں کے نازنخرے

جھیلتے ہوئے، شام تک بدن اور کپڑوں کی حالت خراب ہوجاتی ہے۔ دوسری طرف گھر سے باہر کا ماحول عام طور سے ایسا ہوتا ہے جہاں فیشن پرستی اور حُسن کے اظہار کا ماحول ہوتا ہے۔

ایسے ماحول کے بعد شوہر جب اپنے گھر پہنچتا ہے تو اس کو اپنی اہلیہ کی ظاہری حالت.... اور اس کی شکل وصورت ایسی محسوس ہوتی ہے کہ شاید پورے دن ایسی بری حالت اور ایسا بے رونق چہرہ کسی دوسری عورت کا نظر نہ آیا ہو۔ چناں چہ اس بات کا اثر، غیر شعوری طور پر شوہر کے دل ودماغ پر ہوتا ہے۔ وہ زبان سے کہے یا نہ کہے، کسی نہ کسی طرح وہ ظاہر ہوکے رہتا ہے، اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ شاید اس کی بیوی اس کی طرف سے بالکل غافل رہتی ہے اس کے جذبات کا بالکل خیال نہیں رکھتی۔ اس لیے سمجھ دار بیویوں کو چاہیے کہ شام کو، عصر کے بعد ہی شوہر کے گھر آنے سے پہلے، ایسی چیزیں پکا کر فارغ ہوجائیں جن کے پکانے میں زیادہ دیر لگتی ہے اور دیر تک چولہے کے پاس رہنے کی وجہ سے پسینے آجاتے ہیں، ان کاموں سے فارغ ہوکر غسل کریں، صبح کے بجائے شام کو کپڑے تبدیل کریں، اور سنور جائیں، بچوں کو بھی صاف ستھرا کریں، تیل کاجل سے آراستہ کریں۔ جوں ہی شوہر کے آنے کی آہٹ پائے، خود آگے بڑھ کر دروازہ کھولیں، مسکرا کر سلام کریں۔ محبت سے شوہر کے گلے میں ہاتھ ڈالدیں، ایک دو بول محبت کے بولنے کے بعد فوراً اس کے ہاتھوں سے بیگ یا تھیلی وغیرہ لے لیں۔ کپڑے تبدیل کرانے میں اس کی مدد کریں، اور اس دوران بھی دل لگی اور ہنسی مذاق کے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

ان باتوں کو معمولی نہ سمجھیں اور شرم وحیا کے بہانے سے گھریلو محبت کے ان اصولوں سے غافل نہ رہیں، یہ باتیں شرم وحیا کی نہیں ہیں، بل کہ گھر میں محبت کی فضا کو بحال کرنے کی باتیں ہیں، جو سوفی صد دین ہیں۔

اسی طرح صبح کو شوہر کے آفس یا کام پر جاتے وقت بھی اس بات کا ضرور خیال رکھیں کہ گھر

سے نکلتے وقت اس کے ذہن ودماغ میں کئی طرح کے کام ہوتے ہیں۔ وقت پر پہنچنا ضروری ہوتا ہے، ایسے وقت میں اگر کوئی کام وقت پر تیار نہ ملے، مثلاً ناشتہ، کپڑے وغیرہ، تو شوہر کو اس تاخیر کی وجہ سے ایسی کوفت اور اذیت ہوتی ہے کہ پورے دن اس کا اثر اس کے ذہن ودماغ پر باقی رہتا ہے۔ اس لیے سمجھ دار عورتوں کو اِن اوقات کی نزاکت کو ذہن میں رکھنا انتہائی ضروری ہے۔اور گھر کے دوسرے کاموں کو کچھ آگے پیچھے کر کے اس وقت شوہر کے کپڑے اور ٹفن وغیرہ کی تیاری وقت پر کر دینا چاہیے۔اور تیاری ادھوری نہیں؛ بل کہ مکمل ہونی چاہیے، مثلاً کپڑے کی تیاری میں ایسا نہ ہو کہ سارے کپڑے تو صاف ہیں، صرف ٹوپی صاف نہیں ہو سکی ،دوسرے سارے کپڑے تو درست ہیں صرف موزہ صاف ہونے سے رہ گیا۔ایسا ہونے سے سب کچھ ہونے کے باوجود بھی .... ایسا ہوتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا اور شوہر، گھر سے خوشی کے موڈ میں نکلنے کے بجائے ،غصہ اور ناخوشی کے ماحول میں نکلتا ہے۔

شوہر جب تک کام کے لیے گھر سے نکل نہ جائے اس کے تعاون میں پوری طرح لگی رہے۔ نیز اس بات کا بھی پورا خیال رکھے کہ شوہر کے جلدی جلدی گھر سے نکلنے میں ضرورت کی کوئی چیز مثلاً کنجی ،موبائل ، پرس ،رومال ،مسواک وغیرہ چھوٹ نہ جائے۔

اسی طرح کھانا اور ٹفن کی تیاری میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز نہ کرے، مثلاً کھانے میں کسی دن کوئی گیلی چیز ہو تو اس کے ساتھ چھوٹی چمچی بھی رکھ دیں، کبھی حلوا رکھا تو ایک چمچہ کے بجائے دو یا تین چمچے رکھ دیے، تا کہ شوہر کے دوسرے ساتھی بھی شریک ہوں تو ان کو بھی الگ چمچی مل جائے۔ کھانے کے ساتھ نمک وغیرہ کی ڈبّی رکھ دیا کرے، ایسی اور بھی چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کا خیال رکھنا شوہر کے دل میں جگہ پانے اور محبت بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔

......

خانگی زندگی کو خوشگوار رکھنے کے آٹھ اصول

(۱) ایک دوسرے کے کسی کام پر نکتہ چینی نہ کریں۔

(۲) مزاج کے خلاف باتوں پر فوراً ٹوکنے سے پرہیز کریں۔

(۳) میاں بیوی دونوں اس بات کا خیال رکھیں ایک دوسرے کو غصہ نہ دلائیں،

(۴) ایک دوسرے کے معمولی کاموں اور خدمت کی دل سے قدر کریں۔

(۵) خواتین حساس اور مرد خوددار ہوتے ہیں؛ دونوں ایک دوسرے کے مزاج کا اس سلسلے میں خیال رکھیں۔

(۶) ہر معاملے میں خوش اخلاقی برتیں۔

(۷) خانگی زندگی کو بہتر بنانے والی کسی کتاب کا مطالعہ کیا کریں۔

(۸) دعا اور صدقہ کا اہتمام کریں۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا۔ یہ دعا کرتے رہنا بہت نافع ہے۔

مدرسین کا غصہ... طلبہ پر

گھریلو زندگی میں بے جا غصہ کے نتائج کس قدر تباہ کُن اور خطرناک ہیں، مگر اس کے باوجود ہمارا معاشرہ اس مرض میں جس قدر ملوث ہے،؛ اُس کا اندازہ آپ کو گذشتہ صفحات سے بخوبی ہو چکا۔ رہا ''مدرسین کا طلبہ پر غصہ'' کرنے کا مسئلہ، تو شاید مدارس ومکاتب کے اساتذہ کو یہ احساس نہ ہو؛ لیکن اس بات میں کسی شبہہ کی گنجائش نہیں کہ مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اپنے بچوں کو حفظِ قرآن اور دینی تعلیم کے لیے، مدرسوں میں صرف اس لیے نہیں بھیجتا، کہ وہاں ان کے بچوں کو اساتذہ کے ظلم وزیادتی کا نشانہ بننا پڑتا ہے اور تربیت کے نام پر انھیں ایسی ایسی سزائیں دی جاتی ہیں جو شریعت بل کہ انسانیت کے بھی خلاف ہیں۔

وہاں یہ بھی ہوتا ہے کہ عموماً اساتذۂ کرام جرم اور سزا میں توازن نہیں رکھتے، یعنی معمولی غلطیوں پر سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔

اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلطی کوئی ایک کرے اور سزا پوری کلاس یا کمرے کے طلبہ کو دی جائے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ غلطی کوئی اور کرے؛ اور شبہے کی بنیاد پر سزا کا مستحق کوئی اور ٹھہرے۔

اور یہ بھی ہوتا ہے کہ غصہ کہیں اور کا ہو، اور نزلہ کسی اور پر گرے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ طلبہ پر رعب اور دبدبہ قائم کرنے کے لیے انھیں بھیگی بلی بنا کر رکھا جائے، وغیرہ وغیرہ۔

اور یہ بچے جو مذکورہ وجوہات کی وجہ سے دینی تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں؛ اُن میں سے اکثر وہ ہوتے ہیں جو شریف اور بااثر گھرانوں سے تعلق رکھتے ہیں، جن کا دینی تعلیم سے آراستہ ہونا، قوم وملت کے لیے زیادہ مفید اور سودمند ثابت ہوتا اور وہ بچے اگر دینی تعلیم سے آراستہ ہوجاتے تو معاشرہ سے برائیاں دور کرنے کا زیادہ بہتر سبب بنتے۔

اور ایسے طلبہ بھی بے شمار ملیں گے جو اساتذہ کی سختی اور پٹائی کے سبب، حفظِ قرآن اور دینی تعلیم سے راہِ فرار اختیار کر لیتے ہیں، اور پھر پوری زندگی، بے دینی کے ساتھ ساتھ؛ معاشی اور گھریلو پریشانیوں سے دوچار رہتے ہیں۔ والدین دینی تعلیم کے لیے انھیں مدرسہ بھیجتے ہیں اور وہ وہاں کی سختیوں سے گھبرا کر کہیں اور چلے جاتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ والدین انھیں گھر پر رہنے نہیں دیں گے، اور مدرسہ کی پٹائی بند ہونے والی نہیں، اس لیے وہ کوئی اور قدم اٹھانے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ ایسے کئی بچوں کو میں نے مزدوری کرتے ہوئے بل کہ جوتوں پر پالش کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

مدارس اور مکاتب میں ایسی سزائیں دینے کی جو وبا عام ہوگئی ہے وہ کہاں تک درست ہیں اور شرعا اس کی کتنی اجازت ہے اس سلسلے میں حضرت تھانوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ آج

کل یہ جو بے تحاشہ مارنے کا رواج ہے، یہ کسی طرح بھی جائز نہیں، جیسا کہ ہمارے یہاں قرآن کریم کے مکتبوں میں مار کٹائی کا رواج ہے، بعض استاد ایک پر خفا ہوئے تو بس اب درس ختم ہونے تک سب پر برستے ہی رہتے ہیں۔ یا دو چار بچوں کو شرارت کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ایک طرف سے سب کی پٹائی شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کسی طالب علم پر کسی غلطی اور کوتاہی کی وجہ سے غصہ آئے تو اس کا اثر دوسرے طلبہ پر ہرگز نہ ہونا چاہیے۔
اور بعض اوقات اس مار پٹائی میں خون نکل آتا ہے، زخم ہو جاتا ہے، یا نشان پڑ جاتا ہے یہ عمل اتنا بڑا گناہ ہے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ اس گناہ کی معافی کی کیا شکل ہو گی؟ اس لیے کہ سزا میں زیادتی کرنے والا اس گناہ کی معافی کس سے مانگے؟ اگر اس بچہ سے مانگے تو وہ نابالغ بچہ معاف کرنے کا اہل نہیں ہے، اس لیے کہ اگر نابالغ بچہ معاف بھی کر دے تو شرعاً اس کی معافی کا اعتبار نہیں، چناں چہ اس کی معافی کا کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آتا۔

(اصلاح انقلاب امت وغیرہ)

مدارس جو دین کے قلعے ہیں، اور اس بات میں کسی شبہے کی ادنیٰ گنجائش نہیں کہ آج بھی دین کا وجود اور اس کے بقا کا سبب مدارسِ اسلامیہ ہی ہیں؛ وہاں، تربیت اور تادیب کے نام پر احکامِ شریعت کی اس قدر پامالی صرف اور صرف غصہ پر قابو نہ پانے کی وجہ سے ہے۔ اگر غور کیا جائے تو غصہ ہی وہ مذموم صفت ہے جو ان تمام بے اعتدالیوں اور قوم وملت کے اس قدر نقصان وخسران کا ذریعہ بن رہا ہے۔ اور مدرسین کے لیے اخروی نقصان وخسران کا حال تو بس اللہ ہی کو معلوم ہے۔
یاد رہے کہ قیامت میں عدل وانصاف کے ترازو قائم کیے جائیں گے، اور پورے پورے انصاف کے ساتھ ہر چیز کا حساب وکتاب ہو گا۔

سزا میں کتنا مار سکتے ہیں

رہا یہ سوال کہ تعلیم وتربیت میں سختی اور تادیب کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے۔اس کی کیا صورت ہو؟ تو اس سلسلے میں حضرت تھانوی علیہ الرحمہ کا ہی قول ملاحظہ کیجئے،فرماتے ہیں کہ ''اساتذہ یا یہ والدین بچوں کی غلطیوں پر جس قدر چاہتے ہیں ان کو سزا دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی تربیت ہمارے ذمہ ہے اس لیے جس قدر چاہیں سزا دیں یہ ہمارا پیدائشی حق ہے،دراصل یہ کم علمی یا غفلت ہے۔

تعلیم وتربیت میں سزا اور تادیب کی ضرورت تو پڑتی ہی ہے؛اور شریعت میں اس کی اجازت بھی ہے؛مگراُسی قدر اجازت ہے جو پرورش اور تربیت (وتعلیم) میں مددگار ہو۔نہ کہ اتنی سزا دی جائے جو سخت تکلیف اور مصیبت کے درجہ تک پہنچ جائے۔ایسی سزا دینا گناہ ہونے کے ساتھ ساتھ؛انسانیت اور فطرت کے بھی خلاف ہے۔ (التبلیغ)

ضربِ فاحش (سخت مارنے) سے فقہاء نے صراحتاً منع فرمایا ہے اور جس مار سے جلد پر نشان پڑ جائے اس کو بھی (فقہاء نے) ضربِ فاحش میں داخل کیا ہے۔اور شامی میں ہے کہ جس مار سے ہڈی ٹوٹ جائے یا کھال پھٹ جائے وہ بدرجہ اولیٰ ضربِ فاحش ہے۔جس کی وجہ سے خود استاد کو تعزیر دی جائے گی۔ (اصلاح انقلابِ امت)

نیز یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ استاد کے لئے یا ماں باپ کے لئے بچہ کو اس حد تک مارنا جائز ہے۔جس سے بچہ کے جسم پر مار کا نشان نہ پڑے۔

غصے کے وقت سزا دینے کا طریقہ

اس سلسلے میں حکیم الامت حضرت مولانا تھانوی قدس اللہ سرہ نے ایک عجیب نسخہ بتایا ہے اور ایسا نسخہ وہی بتا سکتے تھے۔فرماتے تھے کہ جب کبھی اولاد کو یا طلبہ کو مارنے کی ضرورت

محسوس ہو، یا اس پر غصہ کرنے کی ضرورت ہو تو جس وقت غصہ آ رہا ہو اس وقت نہ مارو، بل کہ بعد میں جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس وقت مصنوعی غصہ پیدا کر کے مار لو۔ اس لئے کہ اگر طبعی غصہ کے وقت مارو گے، یا غصہ کرو گے تو پھر حد پر قائم نہیں رہو گے؛ بل کہ حد سے تجاوز کر جاؤ گے، اور چوں کہ مارنے کی بھی ضرورت ہے اس لیے مصنوعی غصہ پیدا کر کے مار لو تا کہ اصل مقصد بھی حاصل ہو جائے اور حد سے گزرنا بھی نہ پڑے۔

اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ساری عمر اس پر عمل کیا کہ طبعی غصہ کے وقت نہ کسی کو مارا اور نہ ڈانٹا، پھر جب غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تو اس کو بلا کر مصنوعی قسم کا غصہ پیدا کر کے وہ مقصد حاصل کر لیتا۔ تا کہ حدود سے تجاوز نہ ہو جائے کیونکہ غصہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس میں انسان اکثر و بیشتر حد پر قائم نہیں رہتا۔

ظلم وزیادتی کی صورت میں، تلافی کی شکل

حضرت حکیم الامت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے زیادتی ہوگئی ہو، اور وہ اپنی زیادتی کی تلافی کرنا چاہے تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ سزا کے بعد بچوں کے ساتھ شفقت کرے۔ اور جس پر زیادتی کی ہے اس کے ساتھ احسان کرے یہاں تک کہ وہ خوش ہو جائے۔ جیسے میرٹھ کے ایک رئیس نے ایک نوکر کو طمانچہ مار دیا تھا۔ پھر اس کو اپنی غلطی پر تنبہ ہوا تو اس کو ایک روپیہ دیا۔ پھر دوسرے نوکر سے کہا کہ اس سے پوچھنا، اب کیا حال ہے۔ کہنے لگا کہ میں تو دعا کر رہا ہوں کہ ایک طمانچہ روز لگ جایا کرے، تا کہ ایک روپے کی کمائی ہو جائے۔

بس یہ طریقہ تلافی کا بہت اچھا ہے کہ اس سے بچوں کے اخلاق پر بھی اثر نہ ہوگا۔ اور ظلم کا دفعیہ بھی ہو جائے گا۔ اور جب استاد صاحب کا ایک دو دفعہ ایسا کرنے میں پیسہ خرچ ہوگا تو آئندہ خود بھی ذرا سنبھل کر مارا کریں گے۔ (مستفاد التبلیغ)

اساتذۂ کرام سے مؤدبانہ درخواست

سورہ رحمٰن کی ابتدائی آیات میں جو مضمون بیان کیا گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ''وہ اللہ بہت ہی مہربان ہے جس نے قرآن سکھایا۔'' اس طرزِ بیان سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ دینی تعلیم، بالخصوص، تعلیمِ قرآن میں، طلبہ کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا معاملہ کرنا گویا اُس اخلاق کو اختیار کرنا ہے جو اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہے، اور جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے پسند فرمایا ہے۔ نیز اساتذہ کرام کے لیے بھی اس میں یہ اشارہ موجود ہے کہ وہ تعلیم وتربیت کے معاملہ میں طلبہ پر سختی کے بجائے مہربانی اور شفقت کا معاملہ فرمائیں۔ اور تجربے سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ تعلیم وتربیت کے معاملے میں ''بے جا غصے کے اظہار اور سختی'' سے زیادہ ''شفقت وخیر خواہی کا انداز'' مؤثر ہوتا ہے۔ خیر خواہی کے جذبے میں ڈوبے ہوئے، پیار ومحبت کے میٹھے بول میں وہ قوت اور تاثیر ہوتی ہے جو بسا اوقات ڈانٹ اور ڈنڈے سے کبھی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لیے علما نے لکھا ہے کہ

- اساتذہ کو طلباء پر ایسے ہی شفیق ہونا چاہیے جیسے مہربان باپ اپنی اولاد پر شفیق ہوتا ہے۔ شفقت کے ساتھ ساتھ مناسب سزا دینے کی بھی شرعاً اجازت ہے لیکن حدود کی رعایت نہایت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں درج ذیل امور پیشِ نظر رہیں:
- یہ خیال رکھیں کہ میں اور یہ طالبِ علم دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور مملوک ہیں، ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔

۞ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جتنا اس بچے کو سزا دینے پر میں قادر ہوں، اللہ تعالیٰ مجھے سزا دینے پر اس سے زیادہ قادر ہے۔ اور جتنا یہ میرا قصوروار ہے، میں اللہ تعالیٰ کا اس سے زیادہ قصوروار اور نافرمان ہوں۔

۞ استاد کو یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم شاگرد کے قصور کی بنا پر سزا دیتے ہیں، لہٰذا سزا دینا درست ہے، اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔ واضح رہے کہ شریعت میں ہر کام کی حد متعین ہے، اس سے تجاوز کرنا کسی بھی حال میں درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی اسی کے لیے عدل قائم کیا جائے گا، قصور اور سزا دونوں قیامت کے دن وزن ہوں گے۔ سزا زیادہ ہوئی تو اس کے عوض میں بدلہ لیا جائے گا۔

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے غلام ہیں، وہ میرے مال میں خیانت بھی کرتے ہیں اور جھوٹ بھی بولتے ہیں، میں اس کو برا بھلا کہتا ہوں اور سزا بھی دیتا ہوں؛ میرا اور ان کا معاملہ قیامت میں کیا ہوگا؟

نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جرم اور سزا دونوں کا حساب ہوگا، اگر جرم زیادہ ہوا تو تمہارے غلام مزید اخروی سزا کے مستحق ہوں گے اور اگر برابر برابر ہوا تو، تجھے نہ کوئی نفع نہ نقصان۔ اگر تیری سزا جرم سے زیادہ ثابت ہوئی تو تجھ سے بدلہ لیا جائے گا۔ یہ سن کر اُن صحابی کی چیخیں نکل گئیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی:

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۔

''اور ہم قیامت کے دن میزانِ عدل قائم کریں گے تو کسی پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

اس پر صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! آپ گواہ رہیے! میرے طرف سے یہ سب غلام آزاد ہیں۔ (ترمذی)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوگیا کہ اساتذہ شاگرد کے قصور کے باوجود بھی سزا دینے میں آزاد نہیں ہیں؛ بل کہ ہر جگہ شریعت کے پابند ہیں۔

۞ کبھی غصہ شفقت کی زیادتی کی وجہ سے ہوتا ہے، اس میں احتیاط کی ضرورت ہے، دوسرے پر شفقت کے بدلے اپنے لئے جہنم نہ خریدیں۔

۞ غصے میں شیطانی اثرات کا دخل ہوتا ہے۔ غصے میں سزا دینے کو اپنا حق یا کمال نہ سمجھے بل کہ ایک مرض تصور کرتے ہوئے اس کے معالجہ کی تدابیر کرے۔ اگر اپنا حق سمجھ لیا تو ساری عمر اصلاح کی نوبت نہیں آئے گی۔

۞ حسنِ تدبیر اور شاگردوں کی نفسیات کو سمجھ کر ان کے ساتھ اسی کے مطابق معاملہ کرنا چاہئے، نیز طلبہ کی کوتاہیوں کا سبب معلوم کر کے اس کو دوُر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۞ اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے عیوب ورذائل مثلاً کبر، حسد، غضب، حُبِّ دنیا وغیرہ کی اصلاح کے لیے کسی شیخِ کامل سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کرنا ضروری ہے۔
ہمارے تمام اکابر الحمدللہ اس سلسلہ بیعت وارشاد سے منسلک اور اولیاء کبار میں سے تھے۔

۞ اگر ایک وقت میں سزا دے تو دوسرے وقت میں مناسب طریقے سے اسے راضی کر کے آخرت کا معاملہ صاف کرلے۔ اور نگراں صاحبان سوچیں ہم نگرانی کر رہے ہیں تو ہماری بھی بڑی سخت اور کڑی نگرانی ہو رہی ہے۔

اِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ. كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ۔

بلاشبہ تمہارے اوپر نگہبان فرشتے کراما کاتبین متعین ہیں، جو کچھ تم کرتے ہو اسے لکھ لیتے ہیں۔

(مستفاد از تحفہ معلم)

غصہ اکثر چوں کہ ماتحتوں پر ہی کیا جاتا ہے نیز شوہر اور مدرسین کے غصے کے دینی اور دنیوی نتائج بے حد سنگین ہیں اس لیے ان کے اسباب اور علاج علاحدہ بیان کر دیے گئے۔ اب غصے کا صحیح مصرف بیان کیا جاتا ہے کہ غصہ کا استعمال کہاں ہونا چاہئے۔

پھر غصہ کہاں کریں؟

خلافِ مزاج باتوں پر غصہ آجانا، انسان کی ایک فطری صفت ہے جس پر قابو پانا مجاہدہ ہے اور اللہ پاک کا ارشاد ہے: وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ترجمہ: جولوگ ہمارے راہ میں مجاہدہ کرتے، ہم انھیں اپنے راستے کی ضرور ہدایت کریں گے۔اس سے ثابت ہوگیا کہ خلاف طبع باتوں پر غصے کو ضبط کرنا ہدایت کا یقینی سبب ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ جس طرح ''بے جا غصہ'' پر صبر کرنا شریعت میں پسندیدہ اور سببِ ہدایت ہے اسی طرح ''برمحل غصہ'' کرنا بھی پسندیدہ اور سببِ ہدایت ہے۔مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''برمحل غصہ'' سے کیا مراد ہے؟
''برمحل غصہ'' سے ایک تو وہ جگہ مراد ہے؛ جہاں انسان اپنے جان و مال اور عزت وآبرو کی حفاظت کے لیے غصہ کرتا ہے، جیسا کہ کتاب کی ابتدا میں بیان ہو چکا ہے۔یہاں بھی غصہ کرنا بہتر اور ضروری ہے۔
''برمحل غصہ'' کا دوسرا مقام نفس و شیطان ہیں۔جن کے خلاف غصہ کرنا بھی غصے کا ''برمحل'' استعمال ہے۔اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس غصے کی عظیم نعمت کو اسی واسطے دیا ہے کہ ان کے خلاف غصہ کیا جائے۔ چناں چہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری حیاتِ طیبہ میں اپنی ذات کے لیے ایک بار بھی غصہ کرنا ثابت نہیں ہے۔لیکن دین کے معاملے میں معمولی باتوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ غصے کی وجہ سے ایسا سرخ ہو جاتا تھا گویا کہ سرخ انار کے دانے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پر نچوڑ دیے گئے ہوں۔
نیز صحابۂ کرام اور بزرگانِ عظام نے ہمیشہ ایسا کیا کہ اپنی ذات کے لیے غصہ کرنے کے بجائے ہمیشہ نفس و شیطان کے خلاف غصہ کیا۔ ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہے اور جب احکامِ الٰہی کو پورا کرنے میں کوئی کوتاہی یا کمی محسوس ہوئی تو بغیر کسی مہلت کے نفس پر غصہ کر

کے اس کو عتاب کیا اور اس کی تادیب فرمائی ہے۔ چناں چہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں:
"جب آدمی اپنے نفس کا حساب لے، اور ارتکابِ گناہ اور قصور سے سالم نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اس سے سستی ثابت ہو، تو چاہیے کہ نفس کو بالکل مہلت نہ دے، اس لیے کہ مہلت دے گا تو گناہوں کا کرنا اس پر آسان ہو جائے گا اور معاصی سے اس کو ایسا اُنس ہوگا کہ اس سے باز آنا مشکل ہوگا۔ پھر یہی چیز اس کی تباہی اور بربادی کا سبب بن جائے گی؛ بل کہ یوں چاہیے کہ ایسی صورت میں اس کو سزا دے، مثلاً اگر طبیعت کے تقاضے کی وجہ سے کوئی لقمہ شبہے کا کھالے تو، پیٹ کو بھوک کی سزا دے، اور غیر محرم کو دیکھا ہو تو آنکھوں کو یہ سزا دے کہ اس کو کچھ نہ دیکھنے دے، اسی طرح ہر عضو کی سزا یہی دے کہ جس چیز کی طرف اس کی رغبت ہو، اس سے اس کو روک دے، سالکینِ طریقِ آخرت کا دستور یہی تھا۔
حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ایک روز اپنے کپڑے اتار کر دھوپ کے دِنوں میں، کنکروں پر خوب لوٹ رہا تھا، اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ رات کے مُردار، اور دن کے بیکار! لے مزا چکھ، آتشِ جہنم میں اس سے بھی زیادہ حرارت ہے۔ اسی اثنا میں اُس کی نظر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑی، جو ایک درخت کے سائے تلے تشریف رکھتے تھے۔ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ میرا نفس مجھ پر غالب ہو گیا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو علاج تو نے اس کا کیا، اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ تھی۔ آگاہ ہو کہ تیرے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے تیرے باعث فرشتوں پر فخر کیا، پھر آپ نے اصحاب کو فرمایا کہ اپنے اس بھائی سے کچھ توشہ لے لو، پس لوگوں نے اس کو ہر طرف سے کہنا شروع کیا کہ میاں ہمارے لیے بھی دعا کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان سب کے لیے دعا کر، اس شخص نے کہا کہ الٰہی تقویٰ کو ان کا توشہ بنا، اور ہدایت پر ان کے کام کو جمع کر۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے لگے، الٰہی تو اس کو راہِ راست پر کر، تب اس شخص نے کہا کہ الٰہی جنت کو ان کا ٹھکانا کر۔ (احیاء العلوم)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے اور رات کو اپنے پیروں پر دُرّہ مارا کرتے تھے۔ غرض احتیاط والے اپنے نفسوں کو یوں سزا دیا کرتے تھے۔

منصور بن ابراہیم ایک عابد کا حال لکھتے ہیں کہ اس نے ایک عورت سے باتیں کیں، اور اپنا ہاتھ اس کی ران پر رکھ دیا، پھر نادم ہو کر وہی ہاتھ آگ پر رکھ دیا، جل کر کباب ہو گیا۔

(احیاء العلوم)

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا۔ اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا ، اسی طرح ، مدت تک رہا، ایک روز باہر کی طرف جھانکا، اور ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہوا اور دل میں برے خیال لایا، اور اپنا پاؤں باہر نکالا تا کہ اس کے پاس جائے، اللہ کی رحمت اس کی مددگار ہوئی، اپنے دل میں کہنے لگا کہ میں یہ کیا حرکت کرتا ہوں؟ غرض کہ اس کا نفس ساکن ہو گیا، اور خدائے تعالیٰ نے اس کو بچا دیا، پھر اپنے کیے پر نادم ہوا۔ پھر جب چاہا کہ عبادت خانہ میں جائے تو اپنے دل سے کہا کہ یہ کہاں ہو سکتا ہے کہ جو پاؤں خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کے لیے باہر نکلا تھا وہ میرے ساتھ عبادت خانے میں آوے، ، بخدا یہ کبھی نہ ہوگا، یہ کہہ کر اس نے پاؤں کو باہر ہی لٹکا رہنے دیا۔ بارش، دھوپ، برف اور ہوا لگ لگ کر پاؤں کٹ کر گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ کی قدردانی فرمائی۔

حضرت جنیدؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے ابن قریبی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے، ایک رات مجھ کو غسل کی حاجت ہوئی، اور رات جاڑے کی تھی، میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہانے میں سستی کرتا ہے، اور چاہتا ہے کہ اتنا ٹھہر جاؤں کہ صبح ہو جائے، اور پانی گرم کرلوں، یا حمام میں نہالوں، نفس پر مشقت نہ ڈالوں، میں نے نفس سے کہا، کیا خوب! میں نے تمام عمر خدا تعالیٰ کو پانے کی کوشش کی، اور اس کے کاموں میں جلدی کرتا رہا، مگر وہ اب تک مجھے نہ ملا، اب غسل میں تاخیر کر کے، اور اس کے حکم کو ٹال کر اس کو پانے کی کوشش

کروں؟ تو کیا، مجھے مل جائے گا؟ مجھے بھی قسم ہے کہ اسی گُدڑی سمیت نہالوں گا اور بدن سے نہیں اتاروں گا، نہ اس کو نچوڑوں گا اور نہ دھوپ میں سکھاؤں گا۔

روایت ہے کہ غزوان اور حضرت ابوموسیٰ ایک ساتھ کسی جہاد میں تھے، کوئی عورت سامنے آئی، غزوان نے اس کی طرف دیکھا، پھر اپنا ہاتھ اٹھا کر اس زور سے چہرے پر مارا کہ آنکھ ورم کر گئی، اور کہا کہ تم ایسی چیز دیکھتی ہے جو تیرے لیے مُضِر ہو۔

کسی اور شخص نے ایک عورت کی طرف ایک نظر ڈالی، اس کے کفارے میں اپنے اوپر لازم کرلیا کہ پوری زندگی ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا، پھر ساری عمر گرم پانی ہی پیا کرتے تھے۔

اور عجیب بات ہے کہ آدمی اپنے غلام، لونڈی، اور زن و فرزند کو برے کاموں پر تو سزا دیتا ہے، اور ڈرتا ہے کہ اگر درگذر کر جاؤں تو لوگ کہیں میرے ہاتھ سے نکل نہ جائیں، اور سر نہ چڑھ جاویں۔ پھر اپنے نفس کو کیسے جانے دیتا ہے، وہ تو سب میں بڑا دشمن اور زیادہ سر کش ہے۔ اولاد اور بیوی نوکر چاکر کی سرکشی کو اس کی سرکشی سے کیا نسبت! ان کا اچھا یا برا انجام تو دنیا ہی تک محدود ہے۔ اور نفس و شیطان تو ایمان و اعمال کے دشمن ہیں ان کی سرکشی کا وبال تو دائمی اور لامحدود ہے۔ (احیاء العلوم ص ۶۵۷)

خلاصۂ کلام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے غصے کے سلسلے میں کتاب و سنت اور اکابرِ امت کے اقوال و واقعات کی روشنی میں تفصیلی باتیں لکھ دی گئیں۔ غصہ کی حقیقت، اس کے اسباب، زندگی کے مختلف شعبوں میں اس کی تباہیاں اور غصہ کو ضبط کرنے کی مختلف تدبیریں بھی بیان کر دیں گئیں، جس سے واضح ہو گیا کہ غصہ ایک ایسی صفت ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے نہ اچھی ہے اور نہ بری۔ اس کی اچھائی اور برائی اس بات پر منحصر ہے کہ اس کا استعمال کس پر اور کس مقصد کے لیے کیا جا رہا ہے۔ جس

کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر انسان اس کا استعمال اپنی ذات اور انا کے لیے کرے تو نہ صرف یہ کہ ’’غصہ‘‘ ایک سنگین اخلاقی مرض اور کئی کبیرہ گناہوں کا سبب ہے؛ بل کہ مُفسِدِ ایمان بھی ہے، اور جس کو ’’غصہ کا مرض لگ جائے تو نہ صرف یہ کہ اس کے دینی اعمال ہی تباہ ہوتے ہیں؛ بل کہ اس کا ایمان بھی فاسد اور برباد ہو جاتا ہے، اور جب ایمان ہی خراب ہو جائے، تو پھر اعمال کی کیا قیمت لگے گی! اور ایمان باقی بھی رہا تو حقوق العباد میں کوتاہی کی وجہ سے اس کی نیکیوں کا اجر وثواب اُس شخص کو دے دیا جائے گا، جس پر دنیا میں غصے کی وجہ سے زیادتی کی گئی تھی۔

البتہ اگر غصے کا استعمال ’’برمحل‘‘ کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ یہی غصہ انسان کی جان و مال کی حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے اور جانی و مالی دشمنوں کو زیر کیا جا سکتا ہے؛ بل کہ اہلِ ایمان کے حقیقی دشمن، نفس وشیطان کا مقابلہ کر کے عبادات میں احسان کا درجہ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اخیر میں ہم دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! غصہ کی ہلاکتوں سے ہماری اور پوری امتِ مسلمہ کی حفاظت فرما، غصے کی وجہ سے لوگوں کے جو حقوق پامال ہوئے، مثلاً ہم نے کسی پر بے جا غصہ کیا، کسی کو گالی دی یا برا بھلا کہا، یا کسی کے جانی و مالی حقوق ہم سے پامال ہوئے تو اُس کے دنیا وآخرت کا ذخیرہ بنا، ہر ظالم کے ظلم سے روک دے اور مظلومین کی مدد فرما۔ (آمین)

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ مَا اَحْيَيْتَنِيْ۔

اے اللہ میرے دل سے (بے جا) غصے کو دُور کر دیجیے اور جب تک زندہ رکھیے تمام فتنوں کی گمراہیوں سے ہماری حفاظت فرمائیے۔

تَمَّ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ

غصہ چھوڑئے، زندگی کا لطف اٹھائیے!
بے شمار آفتوں سے بچنے کے لیے، ایک چھوٹا سا تجربہ ہی سہی۔

ماخذ و مراجع

01	قرآن کریم	19	حصن حصین
02	معارف القرآن	20	معارف الحدیث
03	صحیح بخاری	21	دل کی دنیا، مجالسِ جوزیہ
04	صحیح مسلم	22	اصلاحِ انقلاب
05	سنن ابوداؤد	23	التبلیغ
06	سنن الترمذی	24	الهویٰ والهدیٰ
07	سنن ابن ماجہ	25	غصہ اور اس کا علاج
08	مسند احمد	26	پریشان رہنا چھوڑ دیجئے
09	مسند امام بیہقی	27	اسلام اور ہماری زندگی
10	جامع المسانید	28	اللہ سے شرم کیجئے
11	طبرانی	29	آدابِ انسانیت
12	عمل الیوم واللیلہ	30	مثالی نوجوان
13	مصنف ابن ابی شیبہ	31	خلفائے راشدین
14	حیاۃ الصحابہ	32	سکونِ قلب
15	الترغیب والترهیب	33	اسلام اور صحت
16	المعجم الاوسط	34	تحفۂ دولہا
17	احیاء العلوم	35	تحفۂ معلم
18	مکاشفۃ القلوب	36	مثالی نوجوان